مؤلف

حضرت مولانا مفتی عبد الرحمن کوثر مدنی حفظہ اللہ تعالیٰ

بن

عالم ربانی حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ

ویلفیئر اینڈ ایجوکیشنل ٹرسٹ رجسٹرڈ

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رضي الله عنها قَالَتْ: اِسْتَأْذَنْتُ النَّبِيَّ ﷺ الْجِهَادَ، فَقَالَ: جِهَادُكُنَّ الْحَجُّ. (البخاري، رقم الحديث: ٢٨٧٥)

مؤلف

حضرت مولانا مفتی عبدالرحمٰن کوثر مدنی حفظہ اللہ تعالیٰ

ابن

عالم ربانی حضرت مولانا عاشق الٰہی بلندشہری رحمہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرات اہل علم، عزیز طلبہ اور معزز قارئین کی خدمت میں گذارش:

الحمدللہ! اس کتاب کی تصحیح کی حتی الوسع کوشش کی گئی ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی غلطی نظر آئے یا کوئی مفید تجویز ہو تو براہ کرم تحریر کر کے ہمیں ضرور ارسال فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت بہتر اور غلطی سے پاک ہو سکے۔

جزاکم اللہ تعالیٰ خیراً

البشریٰ ویلفیئر اینڈ ایجوکیشنل ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

برائے خط و کتابت: 9/2 سیکٹر 17، کورنگی انڈسٹریل ایریا بالمقابل محمدیہ مسجد، بلال کالونی کراچی۔

کتاب کا نام : خواتینِ اسلام کے مسائلِ حج وعمرہ

مؤلف : حضرت مولانا مفتی عبدالرحمٰن کوثر مدنی حفظہ اللہ تعالیٰ

قیمت برائے قارئین: فہرست کتب ملاحظہ فرمائیں۔

سن اشاعت : ۱۴۳۸ھ/ ۲۰۱۷ء

ناشر : البشریٰ ویلفیئر اینڈ ایجوکیشنل ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

9/2 سیکٹر 17، کورنگی انڈسٹریل ایریا بالمقابل محمدیہ مسجد، بلال کالونی کراچی۔

فون نمبر : (+92) 21-35121955-7

ویب سائٹ : www.maktaba-tul-bushra.com.pk
www.albushra.org.pk

ای میل : info@maktaba-tul-bushra.com.pk

ملنے کا پتہ : البشریٰ ویلفیئر اینڈ ایجوکیشنل ٹرسٹ (رجسٹرڈ)، کراچی۔ پاکستان

موبائل نمبر : 0321-2196170, 0334-2212230, 0302-2534504,
0314-2676577, 0346-2190910

اس کے علاوہ تمام مشہور کتب خانوں میں بھی دستیاب ہے۔

خواتینِ اسلام کے مسائلِ حج وعمرہ

مضمون	صفحہ
حج کی فرضیت کے مسائل	۷
استطاعت کا معنی	۷
ایسی عورت پر حج کی فرضیت کا حکم جس کے پاس نقد پیسہ تو نہیں، لیکن زیور، جائیداد، یا کوئی دوسرا سامان موجود ہے	۸
ایسی عورت کے حج کا حکم جس کی ملکیت میں مکان ہے، اور اس کے اخراجات شوہر اُٹھاتا ہے	۹
کیا لڑکی کا رخصتی سے پہلے حج ہوجائے گا؟	۹
بے پردگی کے خوف سے حج کو ممنوع کہنا غلط ہے	۱۰
کیا فریضۂ حج کی ادائیگی میں والدین کی اجازت شرط ہے؟	۱۱
شوہر پر حج فرض ہونے سے عورت پر حج فرض ہونے کا حکم	۱۱
شیرخوار بچہ کی وجہ سے شوہر بیوی کو حج سے منع کرے تو کیا حکم ہے؟	۱۱
حقوق العباد سے متعلق بعض ضروری تنبیہات	۱۲
محرم کے مسائل	۱۴
منہ بولا بھائی	۱۵
عورت کا جیٹھ	۱۵
بہن کا دیور	۱۵
دودھ شریک بھائی	۱۵
بیٹی کا سسر	۱۵
ممانی کے ساتھ سفرِ حج	۱۵
عورت کا کسی دوسری عورت کے ساتھ حج کو جانا	۱۵
پیر کے ساتھ سفرِ حج	۱۶
عورت کا ملازم	۱۶
عمر رسیدہ محرم	۱۶
پندرہ برس کا بچہ محرم ہے یا نہیں	۱۶
مراہق محرم کے ساتھ سفر کرسکتی ہے یا نہیں	۱۷
عورت کے لیے بلا محرم سفر کرنے سے متعلق سوال اور اس کا تفصیلی مدلل جواب	۱۷
عورت کے لیے ہوائی جہاز میں بھی بلا محرم سفر کرنا جائز نہیں	۱۹

مضمون	صفحہ
عورت کو آخری عمر تک محرم نہ ملنے پر حجِ بدل کرانے کی وصیّت کرنا	۲۰
محرم میسّر نہ ہونے کی وجہ سے حجِ بدل کرادیا اور بعد میں محرم میسّر ہوگیا تو کیا حج دوبارہ کرنا ضروری ہے؟	۲۱
عورت حج کے لیے غیر محرم کے ساتھ جانا چاہے تو شوہر اس کو روک سکتا ہے	۲۲
جس عورت نے غیر محرم کے ساتھ حج ادا کرلیا تو کیا فرض ساقط ہوگیا؟	۲۳
حج کے لیے تنہا عورتوں کا قافلہ	۲۳
خواتین کے لیے بلا محرم سفر ممنوع ہونے کی حکمت	۲۴
حج یا عمرہ پر جانے والی خاتون کے شوہر یا محرم کا انتقال ہوجائے تو کیا کرے؟	۲۶
خواتین کے لیے مسائلِ احرام	۳۲
خواتین کے لیے حالتِ احرام میں چہرہ کا پردہ کرنے کا حکم اور اس کا طریقہ	۳۳
متفرق مسائلِ احرام	۳۳
خواتین کا حالتِ احرام میں سر پر کپڑا باندھنا	۳۴
احرام باندھنے سے پہلے اگر میاں بیوی ساتھ ہوں تو صحبت کرنا اور پھر غسل کرنا مسنون ہے	۳۴

مضمون	صفحہ
عورت کے لیے احرام باندھنے کا طریقہ اور حالتِ احرام میں زیورات اور دستانے وغیرہ پہننے کا حکم	۳۵
اگر چہرہ پر کپڑا لگتا رہا تو کیا واجب ہے؟	۳۶
حالتِ احرام میں غسل کرنے کے بعد کنگھی کرنا	۳۶
احرام میں چہرے پر ماسک لگانا	۳۷
حالتِ احرام میں جوں مارنے پر کیا جزا ہے؟	۳۸
دوسری عورت سے جوں پکڑوانا	۳۹
محرمہ عورت کا دوسری عورت کی جوں مارنا	۳۹
حالتِ احرام میں میاں بیوی کے بوس وکنار کرنے پر جزا	۳۹
خواتین کے لیے بعض مسائلِ طواف	۴۰
طوافِ قدوم کے بعض مسائل	۴۳
خواتین کو ہمدردانہ مشورہ	۴۵
مسائل متعلّقہ طوافِ زیارت	۴۵
مسائلِ طوافِ وداع	۵۴
طواف کے متعلق کچھ متفرق مسائل	۵۸
خواتین کے لیے مسائلِ سعی	۵۹
خواتین کے لیے مسائلِ رمی	۶۰
خواتین کے لیے مسائلِ قصر (بال کٹوانے کے مسائل)	۶۲

مضمون	صفحہ
جس عورت کے سر پر بالکل بال نہ ہوں وہ کیا کرے؟	۶۳
عورتوں کے لیے سر منڈوانے کی ممانعت	۶۳
خواتین کے لیے منیٰ، مزدلفہ، عرفات میں نظر، کانوں اور زبان کی حفاظت	۶۳
اگر کوئی عورت حدودِ عرفات میں داخل نہ ہوسکی؟	۶۵
عذر کی وجہ سے وقوفِ مزدلفہ چھوڑ دینا	۶۶
مسائلِ حیض ونفاس	۶۶
حالتِ حیض ونفاس میں احرام سے متعلقہ مسائل	۶۶
حجِ قران کرنے والی اور حجِ تمتع کرنے والی حائضہ جوکہ وقوفِ عرفہ تک پاک نہ ہوسکے اس کا مسئلہ	۶۹
ایسی خواتین کے لیے ایک احسن طریقہ	۷۱
حالتِ حیض ونفاس میں دعا کی نیت سے قرآنی آیات پڑھنا	۷۳
حالتِ حیض ونفاس وجنابت کی حالت میں قرآنی آیات کو چھونے کی ممانعت	۷۴
حالتِ حیض ونفاس اور جنابت کی حالت میں مسجد میں داخلہ کی ممانعت	۷۴
خواتین کے لیے بحالتِ سفر نماز کے اہتمام اور قصر کے مسائل	۷۵
کسی حجن کو طوافِ زیارت کرنے سے پہلے حیض آگیا اور قافلہ روانہ ہونے لگے تو کیا کرے؟	۷۵
دواؤں کے ذریعہ حیض روکنے کے مسائل	۷۸
مانعِ حیض دوا استعمال کرنے سے متعلق چند حالتیں	۷۹
کسی عورت کو مسلسل خون آتا رہے تو اس کا حکم	۸۱
حیض ونفاس کے بارے میں ایک عام قاعدہ	۸۱
حیض ونفاس میں طواف کے چند مسائل	۸۲
جوعورت بلا احرام میقات سے گزر کر مکہ مکرمہ پہنچ گئی اس کا حکم	۸۳
لیکوریا کے پانی کا حکم اور اس کے متعلق چند مسائل	۸۳
ممنوعاتِ احرام سے متعلق چند مسائل	۸۵
حالتِ احرام میں شوہر سے دل لگی کرنا	۸۹
متفرق مسائل	۸۹
خواتین کا مسجدِ حرام اور مسجدِ نبوی شریف میں نماز پڑھنے کا حکم	۹۰
خواتین کے لیے مسجد میں جانے کے ضروری آداب	۹۲

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
حرم شریف میں عورتوں کا نمازِ جنازہ میں شرکت کرنا	٩٣	حج وعمرہ میں خواتین کے لیے پردہ کے اہتمام کرنے کا بیان	٩٦
صلوۃ وسلام پیش کرنے کے آداب	٩٣	بے پردگی کی قباحت	٩٧

خواتینِ اسلام کے مسائلِ حج وعمرہ

حج کی فرضیت کے مسائل:

سوال: عورت پر حج کب فرض ہوتا ہے؟

جواب: حج فرض ہونے کی شرائط مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ مسلمان ہونا۔ ۲۔ بالغ ہونا۔ ۳۔ عاقل ہونا۔ ۴۔ آزاد ہونا۔ ۵۔ بیت اللہ تک پہنچنے کی استطاعت کا ہونا۔ ۶۔ حج کا وقت ہونا۔ ۷۔ بدن کا سالم ہونا۔ ۸۔ شوہر یا کسی محرم کا ہونا۔

لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: أَلَا لَا تَحُجَّنَّ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ.[۱]

۱. قال: في "البدائع" في شرائط فرضية الحج: فأما الذي يخص النساء فشرطان، أحدهما أن يكون معها زوجها أو محرم لها فإن لم يوجد أحدهما لا يجب عليها الحج.[۲]

۲. مع زوج أو محرم بالغ عاقل غير مجوسي ولا فاسق لعدم حفظهما مع وجوب النفقة لمحرمها.[۳] اس سے معلوم ہوا کہ محرم مجوسی اور فاسق نہ ہو۔

۹۔ عدت میں نہ ہونا۔

استطاعت کا معنیٰ: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر حج کرنا فرض بتایا ہے جن کو بیت اللہ پہنچنے کی طاقت ہو۔ آیت میں ﴿مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾[۴] وارد ہوا ہے۔ اس بارے میں حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ مَا السَّبِيْلُ؟ (کہ سبیل سے

---

[۱] رواه الدارقطني في "سننه" وأبو يعلى في "مسنده" بإسناد صحيح

[۲] ۳٦۲/٤، العناية في شرح الهداية: ۳۹۹/۳ [۳] الدر المختار: ۱٤٥/۲ [۴] آل عمران: ۹۷

کیا مراد ہے؟) آں حضرت ﷺ نے فرمایا: زَادٌ وَرَاحِلَةٌ. (کہ سفر کا خرچ اور سواری)۔[۱]
ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (ﷺ)! کون سی چیز حج کو فرض کرتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: زَادٌ وَرَاحِلَةٌ. (کہ سفر کا خرچ اور سواری ہونے سے حج فرض ہو جاتا ہے)۔[۲]

وضاحت: اگر مالی استطاعت ہے مگر بدن سالم نہیں معذور ہے، مثلاً: فالج زدہ ہے یا اتنی بوڑھی ہے کہ سواری پر نہیں بیٹھ سکتی ہے، یا نابینا ہے وغیرہ وغیرہ، تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس صورت میں حج فرض نہیں، صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کے یہاں اس پر حجِ بدل کرانا فرض ہے، پھر عذر زائل ہو گیا تو دوبارہ خود حج کرے، یہ دونوں قول صحیح ہیں، اوّل اگرچہ اوسع ہے مگر ثانی احوط ہونے کے علاوہ اکثر مشایخ کا مختار بھی ہے، لہٰذا اِحجاج (یعنی حجِ بدل کرانے) کی کوئی صورت ممکن ہو تو اس پر عمل کرنا لازم ہے، یہ اختلاف اس صورت میں ہے کہ اس قسم کا عذر لاحق ہونے سے پہلے حج فرض نہ ہوا ہو، اگر پہلے سے فرض تھا اس کے بعد عاجز ہو گئی تو بالاتفاق دوسرے سے حج کا کروانا فرض ہے۔[۳]

ایسی عورت پر حج کی فرضیت کا حکم جس کے پاس نقد پیسہ تو نہیں، لیکن زیور، جائیداد، یا کوئی دوسرا سامان موجود ہے:

سوال: اگر کسی عورت کے پاس نقد پیسہ تو اتنا نہیں جو مصارفِ حج کے لیے کافی ہو، البتہ زیور یا کوئی دوسرا سامان اتنا موجود ہے کہ اگر وہ پورا یا اس کا کچھ حصّہ فروخت کر دے تو مصارفِ حج پورے ہو سکتے ہیں، تو کیا ایسی صورت میں اس عورت پر حج فرض ہو جائے گا؟ اور کیا اس کے لیے ان اشیا کو بقدرِ ضرورت فروخت کر کے فوراً حج کرنا ضروری ہے؟

جواب: زرعی جائیداد، مکانات وغیرہ حوائجِ اصلیہ سے زائد ہوں تو ان کو فروخت کر کے فوراً حج

---

[۱] سنن الدارقطني، كتاب الحج [۲] الترمذي، باب ما جاء في إيجاب الحج
[۳] مستفاد من أحسن الفتاوى: ٥٢٨/٤

کرنا فرض ہے، اور زیور حوائجِ اصلیہ سے نہیں، بلکہ تین جوڑے کپڑوں سے زائد لباس بھی ضرورت میں داخل نہیں، كما في أضحية الشامية. آج کل لڑکیوں کو جہیز میں ضرورت سے زائد اتنا سامان دیا جاتا ہے کہ اُن پر حج فرض ہوجاتا ہے، اگر اسی سال حج کے لیے نقد روپیہ نہ ہوتو (زائد) سامان بیچ کر حج کرنا فرض ہے، تاخیر کرنا گناہ ہے۔[1]

فائدہ: اپنے خرچہ کے علاوہ محرم کا خرچ بھی ہوتو تب حج فرض ہوگا، ورنہ نہیں۔[2]

ایسی عورت کے حج کا حکم جس کی ملکیّت میں مکان ہے، اور اس کے اخراجات شوہر اُٹھاتا ہے:

سوال: ایک عورت جس کے نان ونفقہ کی ذمہ داری اس کا شوہر برداشت کرتا ہے، اس کے پاس ایک مکان ہے، جس کا کرایہ بھی گھر کے اخراجات میں صرف ہوجاتا ہے اور کچھ بچتا نہیں، ایسی صورت میں عورت کو اپنا مکان بیچ کر حج کرنا فرض ہے یا نہیں؟

جواب: جب عورت کا نفقہ شوہر دیتا ہے اور دوسرے کسی شخص کا نفقہ اس کے ذمہ نہیں، تو یہ مکان حاجتِ اصلیہ سے زائد ہے، اس لیے حج کرنا اُس کے ذمہ فرض ہے۔

في العالم گيرية: ١٤٠/١ وفي التجريد إن كان له دار لا يسكنها وعبد لا يستخدمه فعليه أن يبيعه ويحج به. وفيه أيضا بعد أسطر: إن كان صاحب ضيعة إن كان له من الضياع ما لو باع مقدار ما يكفي الزاد والراحلة ذاهبًا وجائيًا ونفقة عياله وأولاده يبقى له من الضيعة قدر ما يعيش بغلّة الباقي، يفترض عليه الحج وإلا فلا. كذا في "البحر الرائق".[3]

کیا لڑکی کا رخصتی سے پہلے حج ہوجائے گا؟:

سوال: ایک لڑکی کا نکاح ہوگیا ہے، لیکن رخصتی نہیں ہوئی، اور نہ ہی دونوں فریقوں کا دوسال

[1] أحسن الفتاوى: ٥٢٦/٤ [2] كما في "رد المحتار": ٢٣٤/١ [3] إمداد الأحكام: ١٥٥/١

تک رخصتی کا ارادہ ہے، لڑکا چاہتا ہے کہ وہ اپنے سعودی عرب کے قیام کے دوران اور رخصتی سے پہلے لڑکی کو اپنے ساتھ حج کروائے تو کیا بغیر رخصتی کے لڑکی کو لڑکے کے ساتھ حج پر بھیجنا صحیح ہے؟

جواب: لڑکا حج کرالے، دونوں کام ہو جائیں گے، رخصتی بھی اور حج بھی، جب نکاح ہو گیا تو دونوں میاں بیوی ہیں، رخصتی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔[۱]

مسئلہ: اگر حج کی تیاری مکمل ہو جائے اور لڑکی کی منگنی (رشتہ) ہو جائے تو لڑکی اپنے ماں باپ (یا محرم) کے ساتھ حج کے لیے جا سکتی ہے۔[۲]

بے پردگی کے خوف سے حج کو ممنوع کہنا غلط ہے:

سوال: ایک صاحب مع اپنی اہلیہ کے جس پر حج فرض ہے حج کو جانا چاہتے ہیں، مگر ایک صاحب نے ان کو یہ رائے دی کہ چوں کہ ریل و جہاز میں مستورات کی بے پردگی ہوتی ہے، اس لیے ان کو ہمراہ نہ لے جانا چاہیے، بلکہ یہ فتوی دینے کو تیار ہیں کہ مستورات کا اپنے محرم کے ساتھ حج کو جانا بوجہ بے پردگی شرعاً ممنوع ہے۔

جواب: جب کہ کسی خاتون پر حج فرض ہو اور محرم یا خاوند ساتھ جانے والا موجود ہو اور ساتھ جا سکے تو اس خاتون کو حج کو جانا فرض ہے، کسی صاحب کا یہ فتوی دینا کہ مستورات کی جہاز و ریل میں بے پردگی ہوتی ہے، اس لیے ان کو محرم کے ساتھ جانا بھی ممنوع ہے بالکل غلط ہے، مستورات پر بصورتِ بالا ضرور حج فرض ہے، اور محرم کا ساتھ ہونا کافی ہے اور جب کہ برقعہ ہوگا تو بے پردگی کیوں ہوگی؟ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ سے آج تک ایسا ہی ہوتا رہا ہے کہ خواتین اپنے محرم کے ساتھ حج کو آتی رہی ہیں۔ اگر ان منع کرنے والے صاحب کا قول صحیح ہوتا تو کسی زمانہ میں بھی خواتین پر حج فرض نہ ہوتا۔ الغرض ان صاحب کے قول کا اعتبار نہ کریں اور اپنی اہلیہ کو جس پر حج فرض ہے ضرور حج کو لے جائیں، کیوں کہ ہر زمانے میں خواتین اپنے محارم کے ساتھ حج پر آتی رہی ہیں

[۱]، [۲] آپ کے مسائل: ۴/۳۳

اور امتِ اسلامیہ کا اس پر عمل چلا آرہا ہے:

ومع زوج أو محرم. إلخ. لامرأة حرة ولو عجوزا في سفر.)[1]

کیا فریضۂ حج کی ادائیگی میں والدین کی اجازت شرط ہے؟:

سوال: کیا حج کی فرضیت کے بعد والدین کی اجازت ضروری ہے؟ اگر کوئی خاتون باوجود والدین کی ناراضگی کے حج کو جائے تو کیا گناہ گار ہوگی؟

جواب: صورتِ مسئولہ میں اگر والدین ہیں تو اخلاقی طور پر ان سے اجازت لینی چاہیے، اور دعائیں لینی چاہئیں، اجازت لینا شرط نہیں، بلکہ اگر والدین اجازت نہ دیں تب بھی حجِ فرض کی ادائیگی کے لیے جانا ضروری ہے، البتہ نفلی حج کے لیے والدین کی اجازت کے بغیر نہ جانا چاہیے، نفلی حج سے والدین کی خدمت کرنا افضل ہے، اور اگر والدین خدمت کے محتاج ہوں اور کوئی خدمت کرنے والا نہیں ہے اور وہ اجازت بھی نہ دیں تو نفلی حج کو جانا جائز نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

وفي "المضمرات" الإتيان بحج الفرض أولى من طاعة الوالدين.[2]

شوہر پر حج فرض ہونے سے عورت پر حج فرض ہونے کا حکم:

سوال: کیا شوہر پر حج فرض ہونے سے عورت پر بھی حج فرض ہوجاتا ہے؟

جواب: شوہر پر حج فرض ہونے سے عورت پر حج فرض نہیں ہوتا۔ (جب اس کے پاس ذاتی مال اتنا ہوجائے کہ اپنا اور اپنے محرم کا خرچہ اٹھا سکے تب حج فرض ہوگا) شوہر اس کو از خود کرادے تو اس کا احسان ہے۔

شیر خوار بچہ کی وجہ سے شوہر بیوی کو حج سے منع کرے تو کیا حکم ہے؟:

سوال: ایک شخص حجِ فرض ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، اس کی بیوی جو کہ حج کی استطاعت رکھتی ہے اس کے ساتھ حج کرنا چاہتی ہے، شوہر کہتا ہے: چوں کہ میرا بچہ ابھی تمہارا

---

[1] رد المحتار: ۱۹۸/۲ [2] مناسك ملا علي قاري: ص۹

دودھ پیتا ہے، ریل جہاز، بس کی سواری پر جانا ہے، اندیشہ ہے کہ بچہ کو ضرر پہنچے، اس لیے تم اپنا ارادہ ملتوی کردو، ان شاء اللہ تعالیٰ ہم بڑے بیٹے کے ساتھ حج کروا دیں گے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ صورتِ مسئولہ میں چھ ماہ کے بچہ کے ضرر کی وجہ سے حج کو مؤخر کرنے کا عذر ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اور شوہر بیوی کو حج سے روک دے تو کیا گناہ گار ہوگا؟

جواب: بہ مقتضائے قواعدِ شرعیہ جواب یہ ہے کہ چوں کہ بچے کی دودھ پلوانے کی ذمہ داری اور اس کی پرورش و دیکھ بھال شوہر پر واجب ہے نہ کہ عورت پر، رضاعت وحضانت حق لہا ہے حق علیہا نہیں إلا في بعض الصور. (لہٰذا شوہر کو اس عذر کی وجہ سے جائز نہیں کہ وہ بیوی کو حج سے منع کرے)، اور بچہ پر اوّل تو کوئی ضرر یقینی نہیں، اور اگر تسلیم بھی کرلیں، تو مرد کو چاہیے کہ کسی دودھ پلانے والی عورت کو اجرت پر رکھ لے اور بچہ کو اس کے پاس چھوڑ جائے، اور تألم بمفارقة الولد (بچے کی جدائی سے دکھ ہونا) عذرِ شرعی نہیں ہے، اور اگر بچہ کو ساتھ لے جانے میں ضرر کا گمان نہیں ہے تو یہ امر یعنی ماں سے جدا کرکے اس کو گھر چھوڑ جانا جائز نہیں، لأن فيه إتلاف الحق للمرأة من الرضاعة والحضانة، والله تعالىٰ أعلم.[1]

حقوق العباد سے متعلّق بعض ضروری تنبیہات:

مسئلہ: اگر کسی عورت نے کسی پر ظلم کر رکھا ہو یا کسی کا کوئی حق اس کے ذمہ ہو اور وہ حج کو جارہی ہے، تو وہ بہ منزلہ ایک قرض دار کے ہے، قرض خواہ گویا کہ اس سے یہ کہتا ہے کہ تو کہاں جارہی ہے؟ کیا تو اس حالت میں بارگاہِ رب العالمین کے دربار میں حاضری کا ارادہ کرتی ہے تو تو مجرم ہے، اس کے حکم کو ضائع کررہی ہے، حکم عدولی کی حالت میں حاضر ہورہی ہے، کیا تو نہیں ڈرتی کہ وہ تجھ کو مردود کرکے واپس کردے؟ اگر تو قبولیت کی خواہش مند ہے تو اس ظلم سے توبہ کرکے حاضر ہو۔ اس کی مطیع فرماں بردار بن کر پہنچ، ورنہ تیرا یہ سفر ابتدا اور انتہا کے

[1] إمداد الفتاوی: ۱۵۹/۲

اعتبار سے مردود ہونے کے قابل ہے:

وإن كانت عن ذنب يتعلق بالعباد، فإن كانت من مظالم الأموال فتوقف التوبة منها مع ما قدمنا في حقوق الله تعالىٰ على الخروج عن الأموال، وإرضاء الخصم.[۱]

مسئلہ: جس کسی کا مالی حق آپ کے ذمہ ہے اگر وہ مرگیا ہے تو اس کے وارثوں کو ادا کریں یا ان سے معاف کرائیں، اور اگر اصحابِ حق کا پتا وغیرہ معلوم نہیں اور ان تک رسائی ممکن نہیں تو جس قدر مالی حق ان کا آپ کے ذمہ ہے ان کی طرف سے صدقہ کردیں، اور اگر ہاتھ یا زبان سے ان کو تکلیف پہنچائی تھی تو ان کے لیے کثرت سے دعائے مغفرت کرتے رہیں ان شاء اللہ حقوق کے وبال سے نجات کی امید ہے:

إذا كان عليه ديون لأناس لا يعرفهم من غضوب ومظالم، يتصدق بقدرها على الفقراء على عزيمة القضاء إن وجدهم مع التوبة إلى الله تعالىٰ فإنه يعذر.[۲]

مسئلہ: بالغ ہونے کے بعد سے کسی عورت کے ذمہ قضا شدہ نماز روزہ اتنی مقدار میں ہے جن کو سفرِ حج سے پہلے پورا نہیں کرسکتی تو ان نمازوں کی قضا پڑھنی شروع کردے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتی رہے:

وإن كانت عما ترك فيه من حقوق الله تعالىٰ كصلاة، فلا تنفعه التوبة ما لم يقض ما فاته، ثم يندم، ويستغفر الله تعالىٰ.[۳]

ایک اہم تنبیہ: ایک اہم پہلو جس کی طرف حج پر آنے والی بہت سی خواتین بہت کم توجہ فرماتی ہیں، جو حقوق العباد کا ایک اہم پہلو ہے، وہ یہ کہ اکثر ساس، بہو اور نند اور دیورانی و جیٹھانی کے درمیان رسہ کشی ہوتی ہے اور ایک دوسری کے حقوق بے دردی سے پامال کرتی رہتی ہیں، اور اس کا احساس تک نہیں ہوتا، جب کہ اسلام میں ایک دوسرے کے حقوق کو بہت اہمیت دی گئی ہے، اس لیے حج کا سفر کرنے سے پہلے تمام آپس کے جھگڑوں کو ختم کردینا چاہیے، اور ہر

[۱]، [۲]، [۳] مناسك ملا علي قاري: ص۷

ایک سے معافی مانگنا اور دلی صلح جوئی کرنا چاہیے، تاکہ حجِ مبرور نصیب ہو۔

محرم کے مسائل:

سوال: محرم کسے کہتے ہیں؟

جواب: محرم وہ ہوتا ہے جس کے ساتھ کبھی بھی نکاح جائز نہیں، خواہ نسبی رشتہ کی وجہ سے، یا دودھ کے رشتہ کی وجہ سے:

والمحرم من لا يجوز له مناكحتها على التأبيد بقرابة أو رضاع أو صهرية.[1]

مسئلہ: فروعِ والدین جیسے بھائی، بہن، بھانجا، بھانجی، بھتیجا، بھتیجی، اور ان کی اولاد جہاں تک نیچے کے درجہ کی ہو سب کے سب محرم ہیں۔

مسئلہ: چچا، تایا، پھوپھی، خالہ، ماموں، محرم ہیں۔

مسئلہ: عورت کے لیے اس کی بھانجی کا بیٹا محرم ہے، کیوں کہ ان کے درمیان نکاح حرام ہے تو وہ اس کے لیے محرم ہوا، عورت اپنی بھانجی کے بیٹے کے ساتھ حج کو جا سکتی ہے، اتنا احتیاط کیا جائے کہ وہ فاسق و فاجر نہ ہو، فاسق فاجر پر اطمینان نہیں ہوتا۔ فقہائے کرام اس کے ساتھ سفر کرنے سے منع کرتے ہیں۔

مسئلہ: داماد (سگی بیٹی کا شوہر) اپنی ساس کے لیے محرم ہے، ان میں ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہے، لہٰذا ساس داماد کے ساتھ حج کو جاسکتی ہے۔[2]

مسئلہ: سوتیلی ساس اپنے سوتیلے داماد کے ساتھ حج نہیں کرسکتی، کیوں کہ سوتیلا داماد محرم نہیں۔[3]

مسئلہ: عورت اپنے حقیقی بھتیجے کے ساتھ حج کو جاسکتی ہے، لیکن شوہر کے بھتیجے کے ساتھ جانا جائز نہیں ہے، کیوں کہ عورت کے لیے شوہر کا بھتیجا محرم نہیں ہے۔

مسئلہ: خنثیٰ مشکل (جس کی جنس معلوم نہ ہوسکے کہ مرد ہے یا عورت) بھی عورت کے حکم میں ہے، یعنی اس کے لیے بھی محرم کا ہونا شرط ہے۔[4]

---

[1] رد المحتار: ۱۹۹/۲ [2] فتاوی رحیمیہ: ۲۸۷/۸ [3] فتاوی رحیمیہ: ۳۰۸/۸ [4] معلم الحجاج: ص ۵۵

(والخنثى) أي المشكل (كالأنثى) أي في الأحكام المختصة بالنساء، فيشترط في حقه ما يشترط في حق المرأة احتياطا.[۱]

مسئلہ: بہنوئی کے ساتھ سفر کرنا شرعاً درست نہیں ہے۔

منہ بولا بھائی:

مسئلہ: منہ بولا بھائی محرم نہیں ہوتا اور اس کو محرم ظاہر کرنا غلط بیانی ہے اور سخت گناہ ہے، اس کے ساتھ سفر جائز نہیں۔

عورت کا جیٹھ:

مسئلہ: عورت کا جیٹھ نامحرم ہے اور نامحرم کے ساتھ حج پر جانا جائز نہیں ہے۔

بہن کا دیور:

مسئلہ: بہن کا دیور محرم نہیں ہوتا، اور محرم کے بغیر حج یا عمرہ کے لیے جانا جائز نہیں۔

دودھ شریک بھائی:

مسئلہ: عورت اپنے دودھ شریک بھائی کے ساتھ حج کو جا سکتی ہے۔[۲]

بیٹی کا سسر:

مسئلہ: عورت کا بیٹی کے سسر کے ساتھ حج کو جانا جائز نہیں ہے، کیوں کہ وہ محرم نہیں ہے۔

ممانی کے ساتھ سفرِ حج:

مسئلہ: ممانی شرعاً محرم نہیں، اس لیے وہ شوہر کے حقیقی بھانجے کے ساتھ حج پر نہیں جا سکتی ہے۔

عورت کا کسی دوسری عورت کے ساتھ حج کو جانا:

مسئلہ: عورت کا کسی ایسی عورت کے ساتھ سفرِ حج کرنا جس کا شوہر ساتھ ہو، یا ایسی خاتون

---

[۱] مناسك ملا علي قاري: ص۵۸ [۲] فتاویٰ محمودیہ: ۱۸۹/۳

کے ساتھ جانا جس کے ساتھ اس کا محرم ہو جائز نہیں ہے۔[1]

پیر کے ساتھ سفرِ حج:

مسئلہ: پیر غیر محرم کے ساتھ عورت کو حج کا سفر جائز نہیں ہے۔

عورت کا ملازم:

مسئلہ: عورت کا ملازم محرم نہیں ہے، اس لیے اس کے ساتھ سفرِ حج یا کوئی سفر تنہا جائز نہیں ہے۔ اس کے ساتھ تنہا سفر کرنے سے سخت گناہ گار ہوگی۔

عمر رسیدہ محرم:

مسئلہ: عمر رسیدہ محرم کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے، اور غیر محرم بوڑھے کے ساتھ جائز نہیں۔

مسئلہ: محرم کو بھی اسی وقت سفر میں جانا جائز ہے جب کہ فتنہ وشہوت کا اندیشہ نہ ہو، اگر ظنِ غالب یہ ہے کہ سفر کرنے کی صورت میں خلوت (تنہائی) میں یا ضرورت کے وقت چھونے سے شہوت ہو جائے گی تو اس کے ساتھ جانا جائز نہیں ہے۔[2]

پندرہ برس کا بچہ محرم ہے یا نہیں:

سوال: ایک عورت بذریعہ طیارہ (ہوائی جہاز) حج کے لیے جارہی ہے۔ جدہ سے شوہر ہمراہ ہے، اور وطن سے اس کا لڑکا ہمراہ ہے جس کی عمر پندرہ برس کی ہے، حافظ قرآن، ہوشیار ہے، وہ محرم ہے یا نہیں؟ ہمراہیوں میں دیور اور اس کی بیوی بھی ہے۔

جواب: یہ بچہ محرم ہے، بلاتکلّف اس کے ساتھ جاسکتی ہے، مراہق یعنی قریب البلوغ ہو اور ہوشیار بھی ہو تو وہ محرم کے حکم میں ہے، جوہرہ میں ہے: **المراهق كالبالغ.**[3] پندرہ برس کا بچہ بالغ سمجھا جائے گا، اس کے ہمراہ والدہ کا سفر جائز ہے منع نہیں۔[4]

---

[1] آپ کے مسائل: ۴/ ۸۶ [2] معلّم الحجاج

[3] ١/ ١٥٤، كتاب الحج تحت قوله: ويعتبر في المرأة.

[4] فتاویٰ رحیمیہ: ۸/ ۵۵

مراہق محرم کے ساتھ سفر کرسکتی ہے یانہیں:

سوال: کتنی عمر کا بچہ مراہق تصور ہوگا، اور مراہق محرم کے ساتھ سفر جائز ہے یانہیں؟

جواب: فقہائے کرام نے بارہ سال سے پندرہ سال تک کے بچے کو مراہق شمار کیا ہے، اگر مراہق سوجھ بوجھ رکھتا ہوتو اس کے ساتھ سفر جائز ہے، بشرطے کہ اس میں بلوغ کی کوئی علامت نہ پائی جائے۔ اگر علامتِ بلوغ پائی جاتی ہے تو وہ بالغ ہے، بالغ محرم کے ساتھ تو سفر جائز ہے ہی، ہاں! اگر بالغ محرم فاسق ہواس سے اطمینان نہ ہوتو اس کے ساتھ سفر نہ کرے۔ اور محرم سوجھ بوجھ رکھنے والے مراہق کے ساتھ سفر جائز ہے۔ ''شرح فتح القدیر'' میں ہے:

ولا تسافر مع عبدها والمحرم غير المراهق بخلاف المراهق وحده ثلاثة عشر أو اثنتا عشر سنة.[۱]

عورت کے لیے بلامحرم سفر کرنے سے متعلّق سوال اوراس کا تفصیلی مدلل جواب:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام کہ عورت کو بلامحرم سفرِ حج کرنا کیسا ہے؟ اور کیا جوان اور بوڑھی کا کچھ فرق ہے؟ اور قافلہ میں دین دار مرد وپرہیز گار مرد بھی ہوں تو کیا بلامحرم عورت کو حج کے لیے اجازتِ سفر ہے؟

جواب: عورت کے لیے بلامحرم سفر کرنا جائز نہیں اگر چہ کتنی ہی بوڑھی ہو یا دوسری دین دار عورتوں کے ساتھ ہو۔

قال في "البحر" (٣٦٥/٦) بعد نقل الأحاديث: فأفاد هذا كله أن النسوة الثقات لا تكفي إلخ.

اگر چہ قافلہ میں دین دار پرہیز گار مرد بھی موجود ہوں سفرِ حج ہو یا سفرِ عمرہ یا اور کوئی سفر ہو، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے عورت کو بغیر محرم سفر کرنے سے مطلقاً منع فرمایا ہے، اس میں بوڑھی جوان کی کوئی قید بیان نہیں فرمائی، لہٰذا بوڑھی ہو یا جوان ہو یا کسی بھی نوعیت کا سفر ہو اس

---

[۱] فتح القدير، فصل على الزوج أن يسكنها في دار: ص٤٧٠، جزء٩

ممانعت میں داخل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شریف میں فرمایا:

لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ سَفَرًا يَكُوْنُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَصَاعِدًا إِلَّا وَمَعَهَا أَبُوْهَا أَوِ ابْنُهَا أَوْ زَوْجُهَا أَوْ أَخُوْهَا أَوْ ذُوْ مَحْرَمٍ مِنْهَا.[1]

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اگر عورت کے اور مکّہ مکرمہ کے درمیان تین دن کی مسافت یا اس سے زیادہ ہے تو اس کے لیے بغیر محرم کے حج وعمرہ کو جانا جائز نہیں ہے اور کوئی دوسرا سفر بھی جائز نہیں اور تین دن کی مسافت اڑتالیس میل ہے، جس کی مقدار مفتی بہ قول کے مطابق تقریباً سوا ستتر (۷۷.۲۴) کلومیٹر ہے اور جیسا کہ جمہور علمائے ہند کا فتویٰ ہے۔

"مسائل السفر" للشيخ رفعت القاسمي: ۳۸-۳۹: وفي تحديد مسافة السفر أقوال أخرى للعلماء رحمهم الله: منهم من جعلها ۸۸ كيلو مترًا تقريبًا، ومنهم من جعلها كيلومترًا مع شيء زائد، انظر حاشية "التسهيل الضروري" لمسائل القدوري: (۷۱/۱) لوالدي الشيخ محمد عاشق إلٰهي البرني رحمه الله.

اور ایک حدیث شریف میں دو دن کا سفر بھی بغیر محرم کے کرنا منع آیا ہے، یہ حدیث ''صحیح بخاری شریف'' میں باب حج النساء میں امام بخاری نے روایت کی ہے جو یہاں ہم نقل کر رہے ہیں:

عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: أَنْ لَا تُسَافِرَ امْرَأَةٌ مَسِيْرَةَ يَوْمَيْنِ لَيْسَ مَعَهَا زَوْجُهَا أَوْ ذُوْ مَحْرَمٍ.[2]

اور ایک حدیث شریف میں ایک دن ایک رات کا سفر بھی بلا محرم کے ناجائز قرار دیا ہے، جیسا کہ ''بخاری شریف'' میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

---

[1] رواه مسلم

[2] رواه البخاري، كتاب الحج، باب حج النساء: ۳۸۸/٤، رقم الحديث: ۱۱۲۲

الْآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لَيْسَ مَعَهَا حُرْمَةٌ.[1]

بعض فقہا نے اس حدیثِ بالا کی روشنی میں فتنہ کے دور میں اس پر فتوی دیا ہے کہ عورت ایک دن ایک رات کی مسافت کا سفر بھی بغیر محرم کے نہ کرے، جس کی مقدار سولہ میل ہے۔ ''مناسک ملا علی قاری'' (صفحہ ۵۷) میں ہے:

وروي عن أبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما الله كراهة خروجها، وحدها مسيرة يوم واحد، وينبغي أن يكون الفتوى عليه لفساد الزمان.

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو ''ردالمحتار'' میں نقل کیا ہے۔[2]

تنبیہ: نابالغ محرم کے ساتھ سفر جائز نہیں، محرم کا بالغ اور عاقل ہونا شرط ہے۔

عورت کے لیے ہوائی جہاز میں بھی بلا محرم سفر کرنا جائز نہیں:

سوال: آج کل ہوائی جہاز سے چند گھنٹوں میں اپنے ملک سے جدہ ائیر پورٹ پہنچ جاتے ہیں، تو کیا اب بھی خواتین کے لیے بلا محرم سفر جائز نہیں؟

جواب: اپنے ملک سے جدہ ائیر پورٹ یا مدینہ ایئر پورٹ تک کے سفر میں بھی محرم کا ہونا ضروری ہے، کیوں کہ اڑتالیس میل یعنی تقریبا (۷۷.۲۴) سوا ستتر کلو میٹر سفرِ شرعی ہے، اس میں محرم کا ہونا ضروری ہے، چاہے جتنی جلدی سفر طے ہو جائے۔ اور احتیاطی فتوی کے مطابق تو سولہ میل (یعنی تقریباً ۲۵ کلو میٹر) کا سفر بھی بلا محرم جائز نہیں، کیوں کہ فتنوں کا دور ہے۔ جیسا کہ ''شرح اللباب'' (مناسک ملا علی قاری) میں اس پر فتوی دیا ہے، اور اس فتوی کو علامہ ابنِ عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وروي عن أبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما الله كراهة خروجها، وحدها مسيرة يوم واحد، وينبغي أن يكون الفتوى عليه لفساد الزمان.[3]

ويؤيده حديث الصحيحين: لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ

---

[1] صحيح البخاري: ٢٣٤/٤، رقم الحديث: ١٠٢٦ [2] ردالمحتار: ١٢٦/٢، بيروت قديم

[3] شرح اللباب

تُسَافِرَ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ عَلَيْهَا. علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کا رجحان بھی اسی طرف معلوم ہوتا ہے: ثم قال ابن عابدين: لكن قال في الفتح: ثم إذا كان المذهب الأول فليس للزوج منعها إذا كان بينها وبين مكة أقل من ثلاثة أيام.[1]

سوال: بعض عورتیں جھوٹ بول کر نامحرم کو اپنا محرم بنالیتی ہیں، ایسا کرنا کیسا ہے؟

جواب: یہ دوہرا گناہ ہے، جھوٹ بولنے کا، اور بغیر محرم کے سفر کرنے کا۔[2]

عورت کو آخری عمر تک محرم نہ ملنے پر حجِ بدل کرانے کی وصیّت کرنا:

سوال: ایک عورت بیوہ ہے اور مقدارِ حج اس کے پاس پیسہ ہے، لیکن اس کے ساتھ جانے والا محرم کوئی بیٹا ہے نہ باپ، نہ بھائی، غرض کوئی شخص محرم نہیں، ایسی صورت میں اس پر حج فرض ہے یا نہیں؟ اگر فرض ہے تو غیر شخص کے ساتھ جاسکتی ہے یا نہیں؟ اور اگر حج اس پر فرض نہیں ہے تو یہ عورت کچھ پیسے یا مقدارِ حج سارا پیسہ کسی نیک کام میں خرچ کرے تو اس کو حج کا ثواب مل سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر پیسے کی مقدار اتنی ہے کہ صرف اس عورت کے حج کو کافی ہوجائے تب تو حج فرض ہی نہیں۔

في "الدر المختار": ومع زوج أو محرم بالغ عاقل (إلى قوله): مع وجوب نفقة لمحرمها عليها. في "رد المحتار" قوله: (مع وجوب النفقة. إلخ) أي فيشترط أن تكون قادرة على نفقتها ونفقته....إلخ[3]

اور اگر دو شخصوں کے لائق خرچ ہے (یعنی اپنا اور اپنے محرم کا) تو نفسِ وجوب تو اس پر ہوگیا ہے، وجوبِ ادا نہیں ہوا بوجہ محرم نہ ہونے کے، اس لیے اس کو اجنبی کے ساتھ سفر کرنا تو جائز نہیں، لیکن پیسہ محفوظ رکھے شاید کوئی محرم میسّر ہوجائے، اور اگر اخیر عمر تک میسّر نہ ہو تو وصیّت کرجائے کہ مرنے کے بعد اس کی طرف سے حجِ بدل کرادیا جائے یا

---

[1] رد المحتار: ۱۴۶/۲، طبعة بيروت قديم [2] فتاوى فريديه: ۲۳۱/۴ [3] رد المحتار: ۲۳۴/۱

موت سے پہلے ایسی حالت ہوجائے کہ اگر محرم بھی مل جائے تب بھی سفر نہ کرسکے تب بھی حج بدل کرا سکتی ہے۔

في "رد المحتار": والذي اختاره في الفتح أنه مع الصحة وأمن الطريق شرط وجوب الأداء فيجب الإيصاء. إلخ.[1]

تنبیہ: اگر کئی سال یہ رقم محرم کے انتظار میں جمع رہی تو ہر سال اس مال کی زکوٰۃ دینا لازم ہے۔

محرم میسّر نہ ہونے کی وجہ سے حجِ بدل کرادیا اور بعد میں محرم میسّر ہوگیا تو کیا حج دوبارہ کرنا ضروری ہے؟:

سوال: ایک عورت حج کو جانا چاہتی ہے، مگر کوئی اس کا محرم نہیں ہے، شوہر اور سب محرم وفات پا چکے، صرف اکیلی عورت ہے اور ایک لڑکا لے پالک ہے، لڑکے کی عمر ۱۵ برس ہے، عورت کی عمر بھی ۵۰ سال ہے، عورت پر حج فرض ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے حج بھر کا پیسہ دیا ہے، کیا پالے ہوئے لڑکے کے ساتھ حج کو جاسکتی ہے؟ یا محلّہ کی عورت اپنے محرم کے ساتھ جارہی ہو تو یہ عورت بھی اس عورت کے ساتھ جاسکتی ہے یا نہیں؟ یا یہ کہ حج بدل کرادے، کیوں کہ اگر عورت مرگئی تو اس کا حج بدل کوئی نہیں کرائے گا، تینوں مسئلوں کا جواب برائے مہربانی عنایت فرمائیں۔

جواب: صورتِ مسئولہ میں اس خاتون کو اپنی طرف سے حجِ بدل کرادینا چاہیے، اپنے لے پالک کے ساتھ یا پڑوس کی عورتوں کے ساتھ جانا جائز نہیں، لیکن اس وقت کا حجِ بدل کرایا ہوا اس شرط کے ساتھ معتبر ہوگا کہ عمر بھر بھی کوئی محرم نہ ملے، اور اگر کسی وقت محرم مل گیا مثلاً نکاح کرلیا اور شوہر ساتھ چلنے پر راضی ہوا اور اس وقت بھی روپیہ بقدرِ حج عورت ومحرم کے لیے موجود ہو یا بعد کو جمع ہوگیا ہو تو حج دوبارہ کرنا ضروری ہوگا۔

قال في الشامية (۲/۳۹۰) تحت قول الدر: هذا إذا كان العجز كالحبس والمرض يرجى زواله، وإن لم يكن كذلك كالعمى والزمانة

[1] رد المحتار: ۲/۲۳۵، وإمداد الفتاوى: ۲/۱۵۵

سقط الفرض بحج الغير عنه فلا إعادة مطلقا سواء استمر به ذلك العذر أم لا.

ما نصه ومن العذر الذي يرجى زواله عدم وجود المرأة محرمًا إن دام عدم المحرم إلى أن ماتت فيجوز كالمريض إذا أحج ودام المرض إلى أن مات. فإنه أظهر رأيه أولًا ثم أشار إلى أصل المذهب، والله تعالى أعلم.[1]

عورت حج کے لیے غیر محرم کے ساتھ جانا چاہے تو شوہر اس کو روک سکتا ہے:

سوال: ایک عورت حج کے لیے اپنے پھوپھی زاد بھائی اور خالہ زاد بھائی اور بہن اور دیگر عورتوں کے ہمراہ جانا چاہتی ہے شوہر روکتا ہے، آیا شرعاً اس کو روکنے کا حق ہے یا نہیں؟

جواب: پھوپھی زاد بھائی خالہ زاد بھائی محرم نہیں۔

والمحرم: من لا يجوز له مناكحتها على التأبيد بقرابة أو رضاع أو صهرية.[2]

اگر عورت کو حج پر جانے کے لیے محرم میسّر ہے اور دیگر شرائط بھی پوری ہیں تو شوہر کے لیے جائز نہیں کہ اپنی بیوی کو حج فرض سے روکے، کیوں کہ شوہر کو فرائض سے روکنے کا اختیار نہیں اور اگر شوہر روکے تو شوہر کی بات نہ مانے، جیسا کہ حدیث مبارک میں ہے:

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ. الحديث. وفى "الدر المختار": وليس لزوجها منعها عن حجة الإسلام.[3]

اور اگر محرم میسّر نہیں اور شوہر خود بھی بعض اعذار کی وجہ سے بیوی کے ساتھ نہیں جا سکتا تو اپنی بیوی کو بلا محرم سفر کرنے سے روک سکتا ہے۔

---

[1] إمداد الأحكام: ۲/۱۵۶-۱۵۷

[2] رد المحتار، كتاب الحج تحت قوله: مع زوج أو محرم: ۲/۱۹۹ [3] كتاب الحج: ۲/۲۰۰

وضاحت: بیوی کو اخلاقاً اپنے شوہر سے حج کو جانے کے لیے اجازت لینی چاہیے، تاکہ اس کو بھی اجازت دینے کی وجہ سے اجر مل جائے، اگر اجازت نہ دے تب بھی محرم کے ساتھ حج فرض ادا کرنے چلی جائے۔

سوال: ایک خاتون پیدل حج کرنا چاہتی ہے تو کیا خاوند اس کو روکنے کا حق رکھتا ہے؟

جواب: اگر عورت پیدل حج کو جانا چاہے تو ولی یا شوہر کو پیدل حج کرنے سے روکنے کا حق ہے:

ولو ارادت ان تحج ماشية، كان لوليها وزوجها منعها.[1]

جس عورت نے غیر محرم کے ساتھ حج ادا کرلیا تو کیا فرض ساقط ہو گیا؟:

سوال: ایک عورت نے غیر محرم کے ساتھ جا کر حج ادا کرلیا تو کیا جو فرض اس کے ذمہ تھا وہ ساقط ہو گیا؟ اور عورت پر غیر محرم کے ساتھ سفر کرنے کا گناہ ہے یا نہیں؟

جواب: حج اس کا ادا ہو گیا اور فرض ساقط ہو گیا، اور غیر محرم کے ساتھ سفر کرنے کا گناہ اس پر ہوا، توبہ واستغفار کرے۔ ''در مختار'' میں ہے:

ولو حجت بلا محرم جاز مع الكراهة. إلخ اي الكراهة التحريمية.[2]

یعنی اگر کسی خاتون نے بلا محرم کے حج کرلیا تو حج ادا ہو گیا، مگر ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ لہٰذا حج مبرور نہ بنے گا۔

حج کے لیے تنہا عورتوں کا قافلہ:

سوال: بعض خواتین (جن کی مالی حالت اچھی ہے، لیکن کوئی محرم وغیرہ نہیں) جماعت کی شکل میں حج کے لیے جانا چاہتی ہیں، اس طرح قافلہ بنا کر جانا کیسا ہے؟ کوئی ذی حیثیت عورت حج کرنا چاہتی ہے اور دوسری عورتوں کو بھی اپنے ساتھ حج کروانا چاہتی ہے، مگر کوئی محرم نہ ہو تو کیا وہ حج سے محروم رہے؟

جواب: بلا محرم سفرِ حج جائز نہیں، قافلہ میں اگر دین دار مرد موجود ہوں اور محرم نہ ہوں تو عورت کے لیے اس قافلے کے ساتھ سفر جائز نہیں تو تنہا عورتوں کے قافلے کے ساتھ کیسے

[1] غنية الناسك: ص ۲۹ [2] الدر المختار، كتاب الحج: ۲/۴۶۵

جائز ہوسکتا ہے۔

وَعَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَلَا لَا تَحُجَّنَّ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ.[1]

ترجمہ: حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: خبردار! کوئی عورت بغیر محرم کے ہرگز حج نہ کرے۔

خواتین کے لیے بلا محرم سفر ممنوع ہونے کی حکمت:

سوال: خواتین کے لیے بلا محرم حج کو جانا کیوں منع ہے، اس میں کیا حکمت ہے؟

جواب: بشری تقاضہ کے طور پر مرد کا میلان عورت کی طرف اور عورت کا میلان مرد کی طرف ہوتا ہی ہے، اور شیطان ملعون بھی معاصی میں مبتلا کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتا رہتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ.[2]

کہ مردوں کے حق میں عورتوں سے زیادہ ضرر رساں کوئی فتنہ نہیں۔

ایک دوسری حدیث میں ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: وَاتَّقُوا النِّسَاءَ، فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِي إِسْرَائِيْلَ كَانَتْ فِي النِّسَاءِ.[3]

کہ عورتوں (کے فتنہ) سے بچو، کیوں کہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں ہی کی صورت میں تھا۔

اور حدیث شریف میں ہے:

عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ إِلَيْهِ.[4]

---

[1] رواه الدارقطني في "سننه" وأبو يعلى في "مسنده" بإسناد صحيح [2] متفق عليه

[3] رواه مسلم عن أبي سعيد الخدري ﷺ، باب أكثر أهل الجنة الفقراء

[4] رواه البيهقي في "شعب الإيمان": ١٦٢/٦

ترجمہ: اللہ کی لعنت ہو بدنظری کرنے والے پر اور اس پر جو اپنے آپ کو بدنظری کے لیے پیش کرے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا: عورت کے لیے کیا بہتر ہے؟ فرمایا: نہ وہ کسی مرد کو دیکھے اور نہ کوئی مرد اس کو دیکھے۔[1]

حدیث شریف میں ہے کہ عورت شیطان کی صورت میں آتی اور شیطان کی صورت میں جاتی ہے۔

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ الْمَرْأَةَ تُقْبِلُ فِي صُوْرَةِ شَيْطَانٍ، وَتُدْبِرُ فِي صُوْرَةِ شَيْطَانٍ.[2]

اورفرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ إِذَا خَرَجَتْ مِنْ بَيْتِهَا اِسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ.[3]

یعنی عورت پردہ میں رہنے کی چیز ہے، چناں چہ جب کوئی عورت (اپنے پردہ سے باہر) نکلتی ہے تو شیطان اس کو مردوں کی نظر میں اچھا کر کے دکھاتا ہے۔

گھر سے باہر نکلنے میں فتنہ کا اندیشہ ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو تاکید فرمائی ہے:

﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى﴾[4]

ترجمہ: اور تم اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور قدیم جہالت کے دستور کے موافق نہ پھرو۔[5]

البتہ بوقتِ ضرورتِ شرعیہ وطبعیہ بلا آرائش وزیبائش کے سادہ اور غیر جاذب لباس میں شرعی پابندی اور احتیاطی تدابیر اختیار کر کے نکلے تو اس کی اجازت ہے۔

باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾[6]

---

[1] مسند بزار: ۱۹۹/۲ [2] مسلم: ۱۸۰/۷ [3] رواه الترمذي وقال: هذا حديث حسن غريب.
[4] الأحزاب: ۳۳ [5] أنوار البيان [6] النور: ۳۱

ترجمہ: آپ فرما دیجیے ایمان والی عورتوں کو کہ نیچی رکھیں اپنی نگاہیں اور حفاظت رکھیں اپنے ستر کی اور نہ دکھلائیں اپنا بناؤ سنگار مگر جو اس میں سے ظاہر ہو جائے۔[١]

فائدہ: اور بعض مرتبہ خواتین کے ساتھ اچانک ایسے حالات پیش آجاتے ہیں کہ بغیر محرم کے وہ انتہائی پریشانی کا شکار ہو جاتی ہیں، شریعتِ اسلامیہ نے حفظ ما تقدم کا بھی لحاظ رکھا ہے۔ اس لیے محرم کے ساتھ سفر کرنے کا عورت کو پابند کیا ہے۔

حج یا عمرہ پر جانے والی خاتون کے شوہر یا محرم کا انتقال ہو جائے تو کیا کرے؟:

سوال: جو خاتون عازمِ حج ہو اور اس کے شوہر کا انتقال ہو جائے یا اس کو طلاق ہو جائے یا محرم کا انتقال ہو جائے تو اس کو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: اس میں کئی صورتیں ہو سکتی ہیں جو ذیل میں درج کی جاتی ہیں اور ان سب کا حکم بیان کیا جاتا ہے:

صورت نمبر ا: اگر یہ خاتون ابھی سفرِ حج یا سفرِ عمرہ کے لیے روانہ نہیں ہوئی تھی کہ شوہر کا انتقال ہو گیا اور ابھی وہ عدت میں ہے، روانگی میں چار ماہ اور دس دن سے کم وقت رہ گیا تو اب اس کو حج کا سفر ملتوی کرنا ضروری ہے اور عدت پوری کرنی لازم ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا﴾[٢]

ترجمہ: اور تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو یہ بیویاں اپنی جانوں کو روکے رکھیں چار مہینے دس دن۔[٣]

اور حدیث شریف میں ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِفُرَيْعَةَ بِنْتِ مَالِكٍ: اُمْكُثِي فِي بَيْتِكِ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ.[٤]

---

[١] فتاوی رحیمیه: ٣٠٨/٨ [٢] البقرة: ٢٣٤ [٣] أنوار البيان: ٣٧٠/١

[٤] اخرجه الترمذي بإسناد صحيح: ٤٦١/٤

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فریعہ بنتِ مالک رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اپنے گھر میں ٹھہری رہو یہاں تک کہ عدت پوری ہو جائے۔

صورت نمبر۲: اگر یہ خاتون حج کا عزم کر چکی ہے، لیکن ابھی حج کے لیے روانہ نہیں ہوئی اور اس کو طلاق بائن ہوگئی تو اس حالت میں بھی سفرِ حج ملتوی کر کے عدت گزارنی ضروری ہے اور اس کی عدت تین حیض ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ﴾[1]

ترجمہ: اور طلاق دی ہوئی عورتیں اپنی جانوں کو روکے رکھیں تین حیض آنے تک۔[2]

اور یہی حکم رجعی طلاق کا بھی ہے جب کہ شوہر رجوع نہ کرے۔ "ہدایہ" میں ہے:

ولا یجوز للمطلقة الرجعية والمبتوتة الخروج من بيتها ليلًا ولا نهارًا واستدل صاحب "الهداية" لذلك، بقوله تعالى: ﴿لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ﴾[3]

صورت نمبر۳: اگر خاتون حج کا عزم کر چکی ہے اور ابھی روانہ نہیں ہوئی کہ محرم کا انتقال ہوگیا، مثلاً اس کے ساتھ حج میں باپ بھائی، تایا، چچا، ماموں میں سے کوئی جا رہا تھا اور اس کا انتقال ہوگیا تو اس صورت میں وہ خاتون شوہر یا کسی دوسرے محرم کو حج میں ساتھ لے جانے کے لیے راضی کرے اور اس سلسلہ کی قانونی کوشش کرے، اگر دوسرا محرم میسّر ہو جائے تو حج کو چلی جائے ورنہ اس سال حج ملتوی کر دے، کیوں کہ بغیر محرم کے سفر کرنا جائز نہیں، چاہے سفرِ حج ہو یا سفرِ عمرہ یا کوئی بھی سفر ہو۔ حدیث شریف میں ارشاد ہے:

لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ.[4]

ترجمہ: اور کوئی عورت تین دن کا سفر نہ کرے، مگر اس کے ساتھ اس کا محرم ہو۔

پہلے زمانہ میں ایک دن میں سولہ میل سفر طے کرتے تھے، اس اعتبار سے تین دن سفر کرنے کی مقدار اڑتالیس میل ہوتی ہے جو کہ مفتی بہ قول کے اعتبار سے آج کل ۷۷.۲۴ کلومیٹر

---

[1] البقرة: ۲۲۸ [2] أنوار البيان: ۳۵۳/۱ [3] الطلاق: ۱

[4] أخرجه البخاري، رقم الحديث: ۱۰۸۶-۸۷

ہے۔ اس کی مزید تفصیل محرم کے مسائل میں دیکھیں۔

ایک دوسری حدیث شریف میں وارد ہے:

وَعَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَلَا لَا تَحُجَّنَّ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ.[1]

صورت نمبر۴: سفرِ حج میں روانہ ہونے کے بعد اگر شوہر یا محرم کا انتقال ہو جائے اور یہ حادثہ ایسی جگہ پیش آئے کہ عورت کا گھر اور مکّہ مکرمہ دونوں ہی مسافتِ سفر سے کم مسافت پر واقع ہیں تو ایسی صورت میں عورت کو چاہیے کہ اپنے گھر واپس چلی جائے۔ ''عنایہ شرح ہدایہ'' میں اس مسئلہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

إما أن يكون بينها -مكة- وبين مصرها أقل من ثلاثة أيام أو ثلاثة أيام فصاعدا، فإن كان الأول رجعت إلى مصرها سواء كان بينها وبين مقصدها ثلاثة أيام أو دونها.[2]

اور ''شرح فتح القدیر'' میں ہے:

أن الرجوع أولى؛ ليكون الاعتداد في منزل الزوج.

صورت نمبر۵: اور اگر یہ حادثہ ایسی جگہ پیش آیا کہ اس کا گھر مسافتِ سفر سے کم پر واقع ہے، اور مکّہ مکرمہ مسافتِ سفر پر ہے یعنی ۷۷.۲۴ کلومیٹر یا اس سے زیادہ ہے، تو اس کو اپنے گھر واپس ہو کر اپنی عدت پوری کرنا ضروری ہے، اس لیے کہ اس جگہ سے اس کا گھر مسافتِ سفر سے کم پر واقع ہے اور مکّہ مکرمہ مسافتِ سفر پر ہے، لہٰذا اس کا گھر واپس آنا سفر کرنے میں شمار نہ ہوگا اور مکّہ مکرمہ جانا سفر میں شمار ہوگا جو کہ اس حالت میں جائز نہیں۔

''بدائع الصنائع'' میں ہے:

فإن كان إلى منزلها أقل من مدة سفر وإلى مكة مدة سفر فإنها تعود إلى منزلها؛ لأنه ليس فيه إنشاء سفر فصارت كأنها في بلدها.[3]

صورت نمبر۶: اگر حادثہ ایسی جگہ پر پیش آیا کہ اس عورت کا گھر اور مکّہ مکرمہ دونوں ہی

---

[1] رواه الدارقطني في "سننه" وأبو يعلى في "مسنده" بإسناد صحيح.

[2] عناية شرح هداية [3] بدائع: ٣٠١/٢

مسافتِ سفر پر واقع ہیں تو اگر حادثہ کے وقت وہ عورت کسی شہر میں ہے تو اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ اس شہر سے باہر نکلے اور اپنا سفر مکّہ معظمہ کی طرف جاری رکھے، چاہے اس کو محرم بھی میسّر ہو بلکہ اس شہر میں وہیں رہ کر اس کو عدت پوری کرنا ضروری ہے۔ اور یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا﴾[1]

ترجمہ: اور تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو یہ بیویاں اپنی جانوں کو روکے رکھیں چار مہینے دس دن۔[2]

''بدائع الصنائع'' میں ہے:

فإن كان من الجانبين مدة سفر فإن كانت في المصر فليس لها أن تخرج حتى تنقضي عدتها في قول أبي حنيفة رحمه الله وإن وجدت محرمًا، وعند أبي يوسف ومحمد لها أن تخرج إذا وجدت محرمًا، وليس لها أن تخرج بلا محرم بلا خلاف.

صورت نمبر ۷: اگر یہ حادثہ ایسی جگہ پیش آیا کہ وہ جگہ یا تو صحرا وجنگل ہے، یا ایسا دیہات یا مقام ہے جہاں اس عورت کی جان ومال محفوظ نہیں، تو ایسی صورت میں اس کے لیے جائز ہے کہ وہ سفر جاری رکھے اور کسی ایسی قریبی جگہ پہنچ جائے جہاں امن وامان ہو اور وہاں سے نہ نکلے یہاں تک کہ عدت پوری ہو جائے، خواہ اس کو محرم میسّر ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں سفرِ حج کو ملتوی کر دے، اور اگر احرام باندھ چکی تھی تو حدودِ حرم میں ایک بکرا ذبح کروا کر احرام سے نکل جائے۔

''بدائع الصنائع'' میں ہے:

وإن كان ذلك في المفازة أو في بعض القرى بحيث لا تأمن على نفسها ومالها فلها أن تمضي فتدخل موضع الأمن ثم لا تخرج منه في

[1] البقرة: ۲۳۴ [2] أنوار البيان: ۱/۳۷۰

قول أبي حنيفة سواء وجدت محرمًا أو لا، وعندهما تخرج إذا وجدت محرمًا.[1]

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صاحبین کے نزدیک مذکورہ بالا صورت میں اگر محرم میسّر ہوجائے تو مکّہ مکرمہ پہنچ کر افعالِ حج پورا کرنا جائز ہے۔ اور اگر محرم میسّر نہ ہوتو بالاتفاق عدت پوری کرے اور مکّہ مکرمہ روانہ نہ ہو اور صورت نمبر چھ میں بھی یہی تفصیل ہے۔

صورت نمبر ٨: اور اگر یہ حادثہ ایسی جگہ پیش آیا کہ مکّہ مکرمہ وہاں سے مسافتِ سفر سے کم ہے، اور اس کا گھر مسافتِ سفر پر واقع ہے، تو اس کو چاہیے کہ مکّہ کی طرف اپنا سفر جاری رکھے، اور اپنے افعالِ حج پورے کرے، اس صورت میں اس کے ساتھ محرم کا ہونا بھی لازم نہیں۔

''بدائع الصنائع'' میں ہے:

وإن كان إلى مكة أقل من مدة سفر وإلى منزلها مدة سفر مضت إلى مكة؛ لأنها لا تحتاج إلى محرم في أقل من مدة سفر.[2]

یہ صورت جدہ پہنچنے کے بعد ہوسکتی ہے، کیوں کہ جدہ اور مکّہ مکرمہ کے درمیان مسافتِ سفر نہیں ہے۔ ہاں! ایسی خاتون جو جدہ ہی میں مقیم ہے اور وہ حج کا عزم کرچکی تھی کہ اس کو طلاق ہوگئی یا شوہر کا انتقال ہوگیا تو وہ شوہر کے گھر میں عدت پوری کرے اور اس سال حج کا ارادہ ملتوی کرے۔ اور عدت پوری کرنے کی دلیل اس سے پہلے ہم صورت نمبر ایک میں قرآن پاک سے دے چکے ہیں، وہاں دیکھ لی جائے۔

صورت نمبر ٩: اور اگر شوہر کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا تو اصل مسئلہ یہ ہے کہ یہ خاتون مدینہ منورہ ہی میں اپنی عدت پوری کرے اور حج کو نہ جائے، کیوں کہ یہ عدت میں بھی ہے اور محرم بھی میسّر نہیں ہے، لیکن اگر خاتون کے لیے مدینہ منورہ میں عدت گزارنے کے لیے کوئی انتظام نہ ہوسکے اور اتنی مدت تک ٹھہرنے کی قانوناً اجازت نہ ہوتو اس اضطراری صورت میں بدرجہ مجبوری اس کو اپنے قافلے کے ساتھ مکّہ مکرمہ جانا اور افعالِ حج ادا کرنے ہوں گے یہ اضطراری کیفیت تو دورانِ سفر تمام صورتوں میں ہوسکتی ہے۔

[1]، [2] بدائع: ٣٠١/٢

صورت نمبر ۱۰: اور اگر شوہر کا انتقال مکّہ مکرمہ میں ہو جائے تو اس کو افعالِ حج ادا کرنے کے لیے اپنی رہائش سے نکلنا جائز ہے۔ ’’شرح فتح القدیر‘‘ میں ہے:

وخروج المطلقة والمتوفى عنها زوجها ما دون السفر مباح إذا مست الحاجة إليه بمحرم وبغيره.[۱]

اور ’’بدائع‘‘ کی عبارت جو ہم نے صورت نمبر آٹھ میں نقل کی ہے وہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ خاتون ارکانِ حج ادا کرے گی، کیوں کہ مکّہ مکرمہ پہنچنے سے پہلے (جب کہ مکّہ مکرمہ مسافتِ سفر سے کم ہو) اس کو ارکانِ حج ادا کرنے کے لیے مکّہ مکرمہ جانے کی اجازت ہے تو مکّہ مکرمہ پہنچنے کے بعد بدرجہ اولیٰ اجازت ہوگی، لہٰذا اس خاتون کے لیے اس حالت میں حج سے پہلے اپنے وطن جانا جائز نہیں، کیوں کہ وہ عدت کے ایام میں ہے۔ اور اس کا افعالِ حج ادا کرنا یہ ایک ضرورتِ شرعیہ ہے، لہٰذا اس کی اجازت ہے۔ اور حج سے فارغ ہونے کے بعد اس کو مکّہ مکرمہ ہی میں اپنے قیام گاہ پر عدت گزارنی ہوگی، لیکن اگر یہ ناممکن ہو جیسا کہ آج کل ہے کہ قانوناً اس کو ٹھہرنے کی اجازت نہیں اور پورا قافلہ اپنے وقت پر روانہ ہو جائے گا تو اس اضطراری حالت میں بدرجہ مجبوری حج کے بعد اپنے وطن واپس چلی جانے کی گنجائش ہے، پھر وطن جا کر عدت کے بقیہ ایام پورے کرنا لازم ہے۔

وضاحت: جن حالتوں میں افعالِ حج پورے کرنے کی اجازت بیان کی گئی ہے اس کے ساتھ ہی یہ بات سمجھنا بھی ضروری ہے کہ یہ خاتون بلا ضرورت اپنی رہائش سے نہ نکلے، بازاروں میں نہ جائے، نماز بھی اپنے کمرے میں ادا کرے، صرف افعالِ حج کے لیے باہر نکلے، کیوں کہ وہ عدت میں ہے اور عدت میں بلا ضرورت باہر نکلنا جائز نہیں۔ اور اگر یہ خاتون شوہر کے انتقال اور طلاق سے پہلے مدینہ منورہ نہیں گئی تھی تو اس کے لیے اب مدینہ منورہ کا سفر بھی جائز نہیں، ہاں! اگر اضطراری کیفیت ہو اور سارا قافلہ روانہ ہو رہا ہو اور اس کو منتظمین کی طرف سے رہائش کی جگہ نہیں دی جا رہی یا اگر دی جا رہی ہے تو اکیلی ٹھہرنے میں جان و مال یا عزت وآبرو کی حفاظت نہیں ہو سکتی تو یہ بھی ایک اضطراری کیفیت ہے تو بدرجہ مجبوری اپنے قافلہ کے ساتھ

---

[۱] شرح فتح القدير: ٣٤٢/٤

مدینہ منورہ جاسکتی ہے، لیکن بلاضرورت اپنی رہائش سے باہر نہ جائے۔

خواتین کے لیے مسائلِ احرام:

سوال: کیا خواتین حالتِ احرام میں ہر قسم کے جوتے چپل پہن سکتی ہیں؟

جواب: جی ہاں! پہن سکتی ہیں۔

سوال: خواتین کے لیے حالتِ احرام میں موزے اور دستانے پہننے کا کیا حکم ہے؟

جواب: عورت کو احرام میں موزے اور دستانے پہننا جائز ہیں، مگر نہ پہننا اولیٰ ہے۔ ایک حدیث شریف میں حالتِ احرام میں عورت کو دستانے پہننے کو منع فرمایا اور یہ تنزیہاً ہے تحریماً نہیں، اس کے بارے میں صفحہ نمبر ٣٥ دیکھیے۔[١]

سوال: حالتِ احرام میں مہندی لگانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: حالتِ احرام میں مہندی لگانا جائز نہیں، کیوں کہ اس میں خوشبو ہوتی ہے، پس جس نے پوری ہتھیلی پر احرام کی حالت میں مہندی لگائی تو اس پر دم واجب ہوگا:

إذا خضبت المرأة كفها بالحناء، وهي محرمة وجب عليها دم، هذا يدل على أن الكف عضو كامل؛ لأنه أوجب في تطيبه الدم.[٢]

اور اگر قران کا احرام ہے تو دو دم واجب ہوں گے، کیوں کہ قران میں حج وعمرہ کا اکٹھا احرام ہوتا ہے:

كل شيء يفعله القارن مما فيه جزاء واحد على المفرد فعلى القارن جزاء ان.[٣]

سوال: حالتِ احرام میں منجن یا ٹوتھ پیسٹ استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب: احرام کی حالت میں خوشبودار منجن، یا ٹوتھ پیسٹ استعمال کرنا درست نہیں، اگر اس میں خوشبو مغلوب ہے تو اس کا استعمال مکروہ ہے، مگر کوئی دم نہیں آئے گا، ہاں! اگر خوشبو غالب ہے تو چوں کہ منجن یا ٹوتھ پیسٹ پورے منہ میں استعمال ہوتا ہے اس لیے ایک

---

[١] معلم الحجاج: ١١٧ [٢] مناسك ملا علي قاري: ص ٣٢٢ [٣] اللباب: ص ٤٠٦

دم واجب ہوگا۔[1]

خواتین کے لیے حالتِ احرام میں چہرہ کا پردہ کرنے کا حکم اور اس کا طریقہ:

سوال: خواتین کو حالتِ احرام میں چہرہ ڈھکنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: خواتین کے لیے احرام کی حالت میں یہ ضروری ہے کہ چہرہ پر کپڑا نہ لگے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ نامحرموں کے سامنے اپنا چہرہ کھولیں، بلکہ اس انداز سے پردہ کریں کہ چہرہ پر کپڑا نہ لگے، کیپ (چھجے دار ٹوپی) کی طرح کوئی چیز لگا کر اوپر سے نقاب ڈال لیں، ایسا کرنے سے پردہ بھی ہوجائے گا اور چہرہ پر کپڑا بھی نہ لگے گا:

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كُنَّا نَخْرُجُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ مُحْرِمَاتٌ فَإِذَا الْتَقَيْنَا الرُّكْبَانَ سَدَلْنَا الثَّوْبَ عَلَى وُجُوْهِنَا سَدْلًا.[2]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اور ہم احرام کی حالت میں تھے تو جب قافلوں سے ہمارا سامنا ہوتا تو ہم اپنے چہروں پر کپڑا لٹکا لیتی تھیں۔

متفرق مسائلِ احرام:

سوال: بعض خواتین تلبیہ زور سے پڑھتی ہیں، کیا یہ جائز ہے؟

جواب: خواتین کے لیے اتنی زور سے تلبیہ پڑھنا منع ہے کہ اجنبی مرد سن لیں، لہٰذا ان کو آہستہ پڑھنا چاہیے، تاکہ غیر محرم کو آواز نہ پہنچے:

ورفع الصوت بها لشهادة الأرض والحجر والمدر والشجر له إلا المرأة؛ فإن صوتها عورة فيجب صونها.[3] وفي "الدر المختار" (۲/۵۲۸): ولا تلبّي جهرًا، بل تسمع نفسها دفعًا للفتنة.

سوال: کیا حالتِ احرام میں نکاح کرنا جائز ہے؟

جواب: حالتِ احرام میں عقدِ نکاح (عند الإمام أبي حنيفة) جائز ہے، کیوں کہ عقدِ نکاح

---

[1] مستفاد من فتاوی رحيمية: ۲۸۵/۸ [2] رواه الدار قطني: ۲۹۴/۲

[3] مناسك ملا علي قاري: ص۹۱

احرام کی نیت کرنے سے مانع یا منافی نہیں، البتہ جماع اور اس کے دواعی ممنوع ہیں:
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَ مَيْمُوْنَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.[1] (والتزوج و التزويج) أي إصالة و نيابة.[2]

خواتین کا حالتِ احرام میں سر پر کپڑا باندھنا:

سوال: عموماً خواتین حالتِ احرام میں اپنے سر پر ایک کپڑا باندھ لیتی ہیں، اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: خواتین جو کپڑا اپنے سر پر باندھ لیتی ہیں یہ اس لیے ہے کہ بال نہ ٹوٹیں، اور یہ صرف احتیاط کے لیے ہے ضروری نہیں ہے، اکثر خواتین اس کو اپنا احرام سمجھتی ہیں، جو غلط ہے، اس کو احرام سمجھنے کی وجہ سے خواتین حالتِ احرام میں جب وضو کرتی ہیں تو اس کپڑے کے اوپر سے مسح کر لیتی ہیں جس کی وجہ سے مسح نہیں ہوتا اور جب مسح نہ ہوا تو وضو بھی نہیں ہوتا، جب وضو نہیں ہوا تو نہ نماز صحیح ہوئی اور نہ ہی طواف درست ہوا، لہٰذا مسح کرتے وقت اس کپڑے کو اُتار کر مسح کرنا چاہیے، ہاں! اگر ایسی جگہ وضو کر رہی ہیں جہاں نامحرم لوگ ہیں تو اس کپڑے کے اندر ہاتھ ڈال کر مسح کریں۔

احرام باندھنے سے پہلے اگر میاں بیوی ساتھ ہوں تو صحبت کرنا اور پھر غسل کرنا مسنون ہے:

سوال: سنا ہے کہ احرام باندھنے سے پہلے میاں بیوی کا صحبت کرنا مسنون ہے، کیا یہ بات صحیح ہے؟

جواب: جی ہاں! احرام باندھنے سے پہلے اگر بیوی ساتھ ہو اور کوئی عذر اور کوئی مانع نہ ہو تو صحبت کرنا مسنون اور مستحب ہے۔ ''صحیح مسلم'' میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:
طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَطَافَ فِي نِسَائِهِ ثُمَّ أَصْبَحَ مُحْرِمًا.[3] قال الحافظ

---

[1] صحيح البخاري: ۱۹/۳، رقم الحديث: ۱۸۳۷

[2] مناسك ملا علي قاري، فصل في مباحاة الإحرام: ص ۱۲۵ [3] صحيح مسلم: ۱۵۴/۶

في شرحه للحديث المذكور: والمراد بـ"الطواف" الجماع.[1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو خوشبو لگائی، اس کے بعد آپ ﷺ اپنی ازواجِ مطہرات کے پاس تشریف لے گئے اور پھر احرام کی حالت میں صبح فرمائی۔

''عالمگیری'' (۲۲۲/۱) میں ہے: ومن المستحب عند إرادة الإحرام جماع زوجته أو جاريته إن كانت معه ولا مانع من الجماع، فإنه من السنة هكذا في "البحر الرائق".[2] اور اسی میں حکمت ہے۔

عورت کے لیے احرام باندھنے کا طریقہ اور حالتِ احرام میں زیورات اور دستانے وغیرہ پہننے کا حکم:

سوال: عورت کے احرام کی صورت کیا ہوگی، نیز کیا وہ سلے ہوئے کپڑوں کے ساتھ زیورات، موزے، دستانے وغیرہ پہن سکتی ہے؟

جواب: عورت کا احرام اس طرح ہے کہ غسل کر کے احرام کی نیت سے دو رکعت نماز پڑھ کر سلام کے بعد حج یا عمرہ کی نیت کرے، اور اگر حجِ قران ہے تو حج وعمرہ کی اکھٹی نیت کرنی ہوگی، تلبیہ پڑھ لے، لیکن بلند آواز سے نہ پڑھے، اور حالتِ حیض میں ہو تو غسلِ نظافت کر کے قبلہ رخ بیٹھ کر نیت کر کے تلبیہ پڑھ لے۔ اور عورت حالتِ احرام میں سلے ہوئے کپڑے پہنے رہے گی، اور زیورات، دستانے اگرچہ جائز ہیں، لیکن نہ پہننا بہتر ہے، اگر پہن لیے تو کوئی جزا لازم نہ ہوگی:

وقول ابن عمر رضي الله عنهما: لا تلبس القفازين نهي ندب حملناه عليه جمعًا بين الدلائل بقدر الإمكان. فقد روى الدارقطني والبيهقي عنه رضي الله عنه: ليس على المرأة إحرام إلا في وجهها. وروي: أن سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه كان يلبس بناته وهن محرمات القفازين.[3]

---

[1] انظر فتح الباري: ۳۹۸/۳ [2] فتاوى رحيميه: ۱۷۲/۱۰

[3] المحلي معزيا إلى الشافعي رحمه الله في "الأم"، أوجز المسالك: ۱۹۷/۶، طبعة إمدادية مكة المكرمة

اور موزے پہننے میں عورت کے لیے کوئی حرج نہیں، ''معلّم الحجاج'' میں عورت کو موزے نہ پہننا بہتر لکھا ہے۔ اور عورت کو اپنا سر ڈھانکنا ضروری ہے اور چہرہ کھلا رکھنا چاہیے، لیکن نامحرم مردوں کے سامنے نہ کھولے، بلکہ ان سے اس طرح پردہ کرے کہ چہرہ پر کپڑا نہ لگے۔ تلبیہ پڑھنا لازم ہے، مگر زور سے پڑھنا منع ہے اور رمل کرنا بھی عورت کے لیے منع ہے۔

فائدہ: حیض ونفاس کی حالت میں احرام باندھنا درست ہے، بس صرف نماز پڑھنا، مسجد میں داخل ہونا اور طواف کرنا اور قرآن کریم کی تلاوت کرنا منع ہے۔ باقی سارے افعالِ حج اس حالت میں کرنا درست ہے۔

اگر چہرہ پر کپڑا لگتا رہا تو کیا واجب ہے؟:

سوال: اجنبی مردوں سے پردہ کرنے کے لیے چہرہ کے سامنے پردہ کرنے کی صورت میں چہرہ پر بار بار کپڑا بلا اختیار لگتا رہا، باوجود یکہ ایسی صورت اختیار کی گئی تھی کہ پردہ بھی ہوجائے اور کپڑا بھی نہ لگے تو اس پر کوئی جزا لازم ہوگی؟

جواب: ایک گھنٹہ سے کم وقت ہو تو اس کی جزا میں اختلاف ہے کہ نصف صاع صدقہ واجب ہے یا ایک مٹھی۔ بحر، شامیہ اور دوسری کتبِ فقہ میں قولِ اوّل کو ترجیح دی گئی ہے، اور کتبِ مناسک میں دوسرے کو، اوّل احوط ہے اور ثانی اوسع، بار بار ابتلا کے وقت اس پر عمل کرنے کی گنجائش ہے۔[1]

یعنی بار بار کپڑا لگنے کی وجہ سے ہر مرتبہ کا ایک مٹھی گندم صدقہ کردینا کافی ہوسکتا ہے۔

فائدہ: عورت جب اپنوں میں ہو یا اور کوئی ایسی جگہ ہو جہاں نامحرم مرد نہیں ہے تو چہرہ کھلا رکھے، تاکہ چہرے پر کپڑا نہ لگتا رہے۔

حالتِ احرام میں غسل کرنے کے بعد کنگھی کرنا:

سوال: پاکی کا غسل کرنے کے بعد کنگھی کرنے کا کیا حکم ہے؟

[1] احسن الفتاوی: ٤/٥٤٤

جواب: حالتِ احرام میں کنگھی کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے، کیوں کہ کنگھی کرنے سے بال ٹوٹتے ہیں اور حالتِ احرام میں بال نہیں ٹوٹنے چاہئیں۔

(ومشط رأسه) لاحتمال قطع شعره به.[1]

سوال: کیا عورت نفاس کی حالت میں احرام باندھ سکتی ہے؟

جواب: ایامِ نفاس میں بھی عورت حج کا احرام باندھ سکتی ہے، اور حج کے مناسک مثل وقوفِ عرفہ، وقوفِ مزدلفہ، رمی جمرات وغیرہ بلا کراہت ادا کرنا صحیح ہے، البتہ طواف کرنا اس کے لیے جائز نہیں یہاں تک کہ اس کا نفاس ختم ہو جائے، پھر غسل کرکے طواف کرے۔ اور صفا مروہ کی سعی حالتِ حیض ونفاس میں کرنا جائز ہے، لیکن سعی طواف کے تابع ہے، اس لیے طواف سے پہلے سعی کرنا درست نہیں۔ حجۃ الوداع میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے ہاں بچہ تولد ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِغْتَسِلِي وَاسْتَثْفِرِي بِثَوْبٍ وَأَحْرِمِي.[2]

ترجمہ: غسل کرکے کپڑا باندھ کر احرام باندھ لو۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

اِفْعَلِي مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرِي.[3]

ترجمہ: حاجی جو افعالِ (حج) کرتا ہے وہ سارے افعال تم کرنا سوائے طواف کے یہاں تک کہ پاک ہو جاؤ۔

احرام میں چہرے پر ماسک لگانا: آج کل جراثیم سے بچنے کے فیشن میں بحالتِ احرام چہرے پر ماسک لگانا عام ہوگیا ہے، تو اس بارے میں شرعی حکم اچھی طرح یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ احرام میں اس طرح ماسک پہننا بلاشبہ ممنوع ہے، اور جزا کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر ماسک اتنا چوڑا ہے کہ اس سے چوتھائی چہرہ ڈھک جاتا ہے اور یہ ماسک ایک دن یا ایک رات یا ایک دن یا ایک رات کے بقدر لگا رکھا مثلاً سات گھنٹے دن میں اور پانچ گھنٹے رات

[1] مناسك ملا علي قاري: ص ۱۲۰ [2] صحيح مسلم: ۸۸٦/۲ [3] متفق عليه

میں تو دم واجب ہے، اور اگر ماسک کی چوڑائی چوتھائی چہرے سے کم ہو یا اسے ایک دن یا ایک رات کی مقدار سے کم لگایا تو صدقۂ فطر کے برابر صدقہ دینا واجب ہوگا، اس لیے احرام کی حالت میں ماسک لگانا ممنوع ہے، اور یہ حکم مردوں اور عورتوں سب کے لیے ہے۔ اور اگر حالت احرام میں مسلسل ماسک لگا تو نہیں رکھا، لیکن متفرق اوقات میں لگایا، کبھی دو گھنٹے کبھی تین گھنٹے تو دیکھا جائے گا کہ اس کی مجموعہ مقدار کتنی ہوئی؟ اگر بارہ گھنٹے ہوئے تو دم واجب ہوگا، ورنہ صدقہ واجب ہوگا۔

حالتِ احرام میں جوں مارنے پر کیا جزا ہے؟:

سوال: حالتِ احرام میں جوں مارنا کیسا ہے اور اگر ماردی تو کیا جزا ہوگی؟

جواب: حالتِ احرام میں جوں مارنا منع ہے، لیکن اگر کسی نے ماردی تو تین جویں یا اس سے کم مارنے پر اپنی مرضی سے کچھ صدقہ کردے، اور اگر تین سے زیادہ جویں ماری ہیں تو چاہے جتنی ماری ہوں اس کے لیے ایک صدقۂ فطر کی مقدار کا صدقہ کرنا ہوگا، اور اس سلسلہ میں اصول یہ ہے کہ جو کیڑے بدن سے پیدا ہوں جیسے جوں وغیرہ تو حالتِ احرام میں ان کو مارنا ممنوع ہے، اور جو کیڑے بدن سے پیدا نہ ہوں اور وہ موذی ہوں ان کو مارنا جائز ہے:

من قتل جرادة في الإحرام أو الحرم تصدق بما شاء وتمرة خير من جرادة. ولو قتل المحرم قملة من بدنه أو ثوبه تصدق بما شاء كجرادة.[1] مثل كف من طعام.[2] والقملتان والثلاث كالواحدة وفي الزائد على الثلاث بالغا ما بلغ نصف صاع.[3]

سوال: حالتِ احرام میں کھٹمل یا مچھر یا چیونٹی مارنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: حالتِ احرام میں ہر ایسے موذی جانور اور کیڑوں کو مارنا جائز ہے جو بدن سے پیدا نہ ہوئے ہوں، لہٰذا کھٹمل، مچھر، مکھی، تتیے کو مارنے میں کوئی حرج نہیں اور نہ کوئی کفارہ ہے۔

[1] الدر المختار [2] هداية [3] غنية الناسك: ص ۲۹۰

دوسری عورت سے جوں پکڑوانا: اگر حالتِ احرام میں کسی عورت نے دوسری عورت سے کہا کہ میری جویں پکڑ کر ماردو یا اپنا کپڑا اتار کر دیا کہ اس میں جو جویں ہیں انھیں مارڈالو اور اس دوسری عورت نے اس کی جویں ماردیں، تو محرمہ عورت جس نے جوں مارنے کا حکم کیا ہے اس پر جزا واجب ہوگی:

ولو قال لحلال: ادفع عني هذا القمل، أو أمره بقتلها، أو أشار إليها أو دفع إليه ثوبه ليقتل ما فيه، فقتلها فعليه الجزاء.[1]

محرمہ عورت کا دوسری عورت کی جوں مارنا: اگر محرمہ عورت نے دوسری عورت کی جوں ماری یا زمین پر پھینکی ہوئی جوں ماری، تو اس پر کوئی جزا لازم نہیں ہوتی:

إذا قتل المحرم قمل غيره لا شيء عليه.[2]

حالتِ احرام میں میاں بیوی کے بوس وکنار کرنے پر جزا:

سوال: اگر میاں بیوی دونوں حالتِ احرام میں ہوں اور خاوند اپنی بیوی سے بوس وکنار کرلے تو کیا جزا ہوگی؟

جواب: حالتِ احرام میں شہوت کے ساتھ مرد اپنی بیوی کے ساتھ بوس وکنار کرلے تو ایسی صورت میں انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو دونوں صورتوں میں جزا میں ایک دم دینا لازم ہے:

ولو عانقها بشهوة يجب عليه الدم أنزل أم لم ينزل.[3]

نیز اگر بیوی کو شہوت ہوجائے تو اس پر بھی الگ سے ایک دم دینا واجب ہوجائے گا، اور شہوت نہ ہوئی تو اس پر کچھ بھی دینا واجب نہیں۔ اور اگر مرد نے بغیر شہوت کے بوسہ لیا تو اس پر کچھ واجب نہیں۔

محرم قَبَّل امرأة بشهوة فعليه دم، وإن اشتهت هي فعليها دم أيضًا، وإن لم تشته هي فلا شيء عليها، ولو قبلها بغير شهوة فلا شيء عليه.[4]

---

[1]، [2] غنية الناسك: ص۲۹۰ [3] تاتار خانيه: ۴۹۹/۲

[4] المحيط البرهاني لمحمود البخاري: ۷۳۹/۲

خواتین کے لیے بعض مسائلِ طواف:

سوال: رمل کے کیا معنی ہیں اور خواتین کے لیے رمل کا کیا حکم ہے؟

جواب: رمل کا معنی ہے کہ کندھے ہلاتے ہوئے قریب قریب قدم رکھتے ہوئے جلدی جلدی چلنا، یہ مردوں کے لیے ہر اس طواف میں مسنون ہے جس کے بعد سعی ہو، خواتین کے لیے مسنون نہیں:

(ولا ترمل) أي في الطواف، (ولا تضطبع ولا تسعى بين الميلين) أي بالإسراع والهرولة.[1]

سوال: ہجوم کی حالت میں خواتین طواف کس طرح کریں ذرا اس پر روشنی ڈالیے؟

جواب: خواتین کو غیر محرموں سے مل کر چلنا سخت منع ہے، کیوں کہ نامحرموں سے جسم ٹکرانا باعثِ فتنہ ہے، لہٰذا خواتین مردوں سے بچ کر طواف کریں، مطاف میں زیادہ اندر گھسنے سے پرہیز کریں، اپنے محرم کے ساتھ اس طرح طواف کریں کہ نامحرموں کے جسم سے ان کے جسم نہ ٹکرائیں۔ باوجود احتیاط کے پھر بھی اگر کسی سے جسم ٹکرا جائے تو یہ غیر اختیاری چیز ہے، اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا ہے:

ولا تستلم الحجر إذا كان هناك جمع؛ لأنها ممنوعة عن مماسة الرجال، إلا أن تجد الموضع خاليا.[2]

سوال: طواف سے فارغ ہونے کے بعد خواتین کے لیے مقامِ ابراہیم کے پیچھے طواف کی دو رکعتیں پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: خواتین کو چاہیے کہ مقامِ ابراہیم پر مردوں کے ہجوم کے وقت طواف کی نماز (دو رکعتیں) نہ پڑھیں، بلکہ کسی اور جگہ پڑھ لیں، تاکہ مردوں سے اختلاط نہ ہو، البتہ ایسے دنوں، یا ایسے اوقات میں جب کہ ہجوم نہیں ہوتا خواتین کو بھی مقامِ ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیے:

(ولا تصلي عند المقام) أي قرب مقام إبراهيم (كذلك) أي وقت التزاحم.[3]

---

[1] شرح اللباب: ص ۱۱۵ [2] غنية الناسك: ص ٩٤ [3] شرح اللباب

سوال: جس خاتون کو طوافِ زیارت کرنے سے پہلے حیض آجائے تو کیا کرے؟

جواب: انتظار کرے، مکّہ مکرمہ میں ٹھہری رہے لقولہ ﷺ: أحابستنا هي؟ اگر مکّہ مکرمہ میں ٹھہرنا ممکن نہ ہو تو مجبورًا اپنے شہر جا سکتی ہے مثلا جدہ، مدینہ، ینبع، ریاض، طائف وغیرہ وغیرہ، لیکن اگر کسی باہر ملک سے آئی تھی تو طواف چھوڑ کر ہرگز نہ جائے، کیوں کہ باہر ملک سے واپسی آنا آسان نہیں۔

تنبیہ: لیکن اپنے خاوند کے لیے حلال نہیں ہوگی، لہٰذا خاوند اس کو شہوت سے ہاتھ بھی نہ لگائے جب تک طوافِ زیارت نہ کرلے، لہٰذا جب پاک ہوجائے تو پہلی فرصت میں مکّہ مکرمہ آکر طوافِ زیارت ادا کرے، نیا احرام باندھ کر نہ آئے، کیوں کہ جب تک طوافِ زیارت نہ کرلے اس کا احرام في حق الرجال (یعنی مردوں کے حق میں) باقی ہے، البتہ اس کا محرم عمرہ کا احرام باندھ کر آئے گا، اگر آفاق سے آرہا ہے، جیسے (مدینہ، طائف، ینبع، ریاض، دمام، جبیل وغیرہ وغیرہ) محرم آکر عمرہ ادا کرے گا اور خاتون طوافِ زیارت ادا کرے گی، طوافِ زیارت کے بغیر حج نہ ہوگا، کیوں کہ یہ طواف حج کے فرائض میں سے ہے:

ولو ترك الطواف كله فعليه حتمًا أن يعود بذلك الإحرام، ولا يجزئ عنه البدل.[1]

الثاني طواف الزيارة: وهو ركن لا يتم الحج إلا به.[2]

سوال: اگر طوافِ زیارت سے پہلے میاں بیوی میں مجامعت ہوگئی تو کیا حکم ہے؟

جواب: جس نے طوافِ زیارت اور قصر یا حلق سے پہلے ایسا کرلیا تو ایک بدنہ یعنی اونٹ یا ایک گائے بطور کفارہ کے ذبح کرنا واجب ہوگا، اگر میاں بیوی دونوں نے قصر اور طوافِ زیارت نہیں کیا تو دونوں پر بدنہ واجب ہوگا اور توبہ کرنی بھی لازم ہوگی۔ اور اگر مختلف مجالس میں متعدد بار جماع کیا ہے تو پہلے کے لیے اونٹ اور اس کے بعد ہر ایک جماع کے لیے ایک ایک دم لازم ہے اور توبہ استغفار بھی کرے۔

قال في الغنية: وأما لو جامع بعد وقوفه بعرفة ولو حال الوقوف أو بعده

[1] شرح اللباب: ص ۳۴۵ [2] شرح اللباب: ص ۱۴۲

قبل الحلق وقبل طواف الزيارة كله أو أكثره فلم يفسد حجه، سواء جامع قبل الرمي أو بعده.

وقال الثلاثة: يفسد إذا جامع قبل الرمي وعليه بدنة، سواء جامع ناسيًا أو عامدًا كما في عامة الكتب، وسواء جامع مرة أو مرارًا إن اتحد المجلس، فإن اختلف ولم يقصد بالجماع الثاني رفض الإحرام فبدنة للأول وشاة للثاني في قولهما؛ لأن الجماع صادف إحرامًا ناقصًا بالجماع فلم يتغلظ موجبه. وإن قصد بالثاني رفض الإحرام فعليه بدنة للأول ولا شيء عليه للثاني في قولهم جميعًا.[1]

اور اگر احرام ختم کرنے کی نیت سے ایسا کیا ہے تو احرام تو ختم نہ ہوگا، لیکن ہر مرتبہ جماع کرنے کی جزا واجب نہ ہوگی (بلکہ پہلی مرتبہ کی وجہ سے بدنہ ہوگا اور باقی ہر مرتبہ کی وجہ سے کوئی کفارہ واجب نہ ہوگا)۔ ہاں! جس کو مسئلہ معلوم تھا اس نے ایسا کیا تو ہر مرتبہ جماع کرنے کا دم لازم ہوگا۔ (یعنی احرام ختم کرنے کی نیت اس کے حق میں معتبر نہیں، بلکہ صرف اس کے حق میں معتبر ہے جو مسئلہ نہ جانتا ہو):

ولو ترك طواف الزيارة كله أو أكثره فهو محرم أبدًا في حق النساء حتى يطوف، فكلما جامع لزمه دم إذا تعدد المجلس إلا أن يقصد الرفض فلا يلزمه بالثاني شيء فعليه أن يعود بدون الإحرام ويطوف به، ولا يجزئ عنه البدل أصلًا.[2]

تنبیہ: بعض محقّقین علما کے نزدیک طوافِ زیارت کرنے سے پہلے جماع کرنے والے پر بدنہ واجب ہے۔ چاہے حلق یا قصر کیا ہو یا نہ کیا ہو، لہٰذا جس کی وسعت ہو اور وہ طوافِ زیارت سے پہلے اس کا مرتکب ہو چکا ہو تو اس کو بدنہ دینا چاہیے، یعنی اونٹ یا گائے بطور کفارہ ذبح کرنا چاہیے، تاکہ بالاتفاق سب کے نزدیک کفارہ ادا ہوجائے۔ ''شرح اللباب'' میں ہے:

فشرائط وجوب البدنة بالجماع أربعة: الاوّل: أن يكون الجماع بعد

[1] غنية الناسك: ص ۲۶۹ [2] غنية الناسك: ص ۲۷۳

الوقوف، والثاني: أن يكون قبل الحلق والطواف أي عند الجمهور، وأما على قول المحققين: فقبل الطواف مطلقًا سواء حلق أم لا .....
والثالث: العقل، والرابع: البلوغ.[۱]

سوال: جس خاتون کو طوافِ زیارت کرنے کے بعد طوافِ وداع سے پہلے حیض یا نفاس آ گیا اور قافلہ روانہ ہو رہا ہے، تو ایسی خاتون کے لیے طوافِ وداع کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی خاتون کو طوافِ وداع معاف ہے۔ جیسا کہ مسائلِ طوافِ وداع میں آگے ذکر ہوگا۔

طوافِ قدوم کے بعض مسائل:

سوال: طوافِ قدوم کس کے لیے مسنون ہے؟

جواب: طوافِ قدوم آفاق سے آنے والی ہر ایسی خاتون کے لیے مسنون ہے جو حجِ افراد کا احرام باندھ کر حاضر ہوئی ہو، اسی طرح اس خاتون کے لیے بھی مسنون ہے جس نے قران کا احرام باندھا ہو۔ مرد اور عورت دونوں کے لیے حکم یکساں ہے:

أنه واجب على الأصح (للآفاقي) دون الميقاتي والمكي، (المفرد بالحج والقارن) أي الجامع بين الحج والعمرة معًا، (بخلاف المعتمر) أي المفرد بالعمرة مطلقًا، (المتمتع) ولو آفاقيًا.[۲]

سوال: کیا طوافِ قدوم عمرہ کا یا حجِ تمتّع کا احرام باندھ کر آنے والی خاتون کے لیے بھی مسنون ہے؟

جواب: عمرہ کے احرام سے یا حجِ تمتّع کے احرام سے آنے والی کے لیے یہ طواف مسنون نہیں ہے:

(بخلاف المعتمر) أي المفرد بالعمرة مطلقًا، (المتمتع) ولو آفاقيًا.[۳]

سوال: قران کے احرام سے آنے والی خاتون کیا طوافِ قدوم پہلے کرے یا طوافِ عمرہ کے بعد؟

---

[۱] شرح اللباب: ص ۳٤۱ [۲]، [۳] مناسك ملا علي قاري: ص ۱٤۱

جواب: قارن کے لیے مسنون یہ ہے کہ وہ پہلے عمرہ کے طواف اورسعی سے فارغ ہوجائے، اس کے بعد پھر طوافِ قدوم کرے:

(إذا دخل) أي القارن (مكة بدأ بأفعال العمرة. ويسعى بين الصفا والمروة) (ثم يطوف للقدوم)[1]

سوال: ایک معمر خاتون نے حج کیا، اس میں مندرجہ ذیل غلطیاں کیں، مہربانی فرما کر مسئلہ بیان فرمائیں۔

معمر خاتون نے ایامِ حج میں عمرہ کیا تھا، عمرہ حجِ تمتّع کی نیت سے کیا، پھر اس نے حجِ قران کیا، حجِ قران میں اس نے پہلے عمرہ کرتے وقت طواف کیا، پھر سعی کی پھر وہ منٰی چلی گئی، وقوفِ عرفات کے بعد کنکریاں پہلے دو دن ماریں، طوافِ زیارت ۱۲ تاریخ کو مغرب سے پہلے کیا تھا، اس کے بعد سعی بھی نہیں کی، پھر واپس آتے ہوئے طوافِ وداع بھی نہیں کیا، کیوں کہ اس دن ان کو سخت بخار تھا، یہ بھی واضح ہو کہ وہ معمر خاتون پاکستان سے حج کرنے کے لیے آئی تھی۔

ایک بات یہ بھی ہے کہ اگر طوافِ قدوم علیحدہ ضروری ہے تو بھی نہیں کیا، کیوں کہ آتے ہی اس نے عمرہ کیا اور سعی کی، آیا اس کا حج ہوگیا یا کہ نہیں؟

جواب: حجِ تمتّع کی نیت سے عمرہ کرنے کے بعد چوں کہ وہ اپنے وطن نہیں گئی تھی، اس لیے اب حجِ قران کا احرام باندھنے کی وجہ سے ایک دم لازم ہوگا۔ اور طوافِ قدوم سنت ہے، اس کے ترک کرنے سے کوئی دم وغیرہ واجب نہیں۔ ترکِ سعی کی وجہ سے دم واجب ہے۔ گیارہ تاریخ کو جمرات کی رمی نہ کرنے کی وجہ سے بھی دم واجب ہے۔ طوافِ وداع بھی واجب ہے، اس کے ترک سے بھی دم واجب ہوگا:

ومن ترك السعي بين الصفا والمروة فعليه دم وحجه تام.[2]

''درمختار'' میں ہے: أو لو ترك رمي الجمار الثلاث في يوم واحد أو في يومين أو في الأيام كلها فعليه دم واحد لاتحاد الجنس.[3]

---

[1] مناسك ملا علي قاري: ص ۲۶۱ [2] هندية: ۱/۲۵ ا [3] غنية الناسك: ص ۲۷۹

''درمختار'' میں ہے: أو ترك طواف الصدر أو أربعة منه. [1] الحاصل صورتِ مسئولہ میں معمر خاتون کا حج تو ہوگیا، لیکن حجِ قران کا احرام باندھنے کی وجہ سے نیز طوافِ وداع، سعی اور رمی نہ کرنے کی وجہ سے چار عدد بکروں کا حدودِ حرم میں ذبح کرنا ضروری ہے، فقط واللہ اعلم۔

خواتین کو ہمدردانہ مشورہ: اگر حج کا زمانہ بالکل قریب ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ حج سے قبل پاکی کے زمانہ میں عمرہ کے ارکان ادا نہ کرسکیں گی تو ایسی خواتین کو چاہیے کہ وہ عمرہ یا قران کا احرام باندھنے کے بجائے میقات سے حجِ افراد کا احرام باندھیں، تاکہ بعد میں کوئی تنگی پیش نہ آئے۔ اسی طرح اگر حج سے قبل مدینہ منورہ کا سفر ہو اور وہاں سے مکّہ معظّمہ واپسی میں زمانۂ حج کے قرب کی وجہ سے یہ اندیشہ ہو کہ حج سے قبل عمرہ ادا نہ کرسکے گی تو بھی ذوالحلیفہ سے حجِ افراد کا احرام باندھ لیں، اور اسی احرام سے حج کے مناسک ادا کریں، اور عورتیں اپنے ایام کی تاریخوں کا اندازہ خود لگاسکتی ہیں۔

مسائل متعلّقہ طوافِ زیارت:

سوال: طوافِ زیارت کے متعلّق بیان فرمائیں کہ وہ حج کے اعمال میں کیا حیثیت رکھتا ہے؟

جواب: طوافِ زیارت حج کے ارکان میں سے ہے جس کا کرنا لازمی ہے۔

سوال: کیا طوافِ زیارت کے دیگر نام بھی ہیں؟

جواب: طوافِ زیارت کے متعدد نام ہیں، ان میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ طوافِ رکن، ۲۔ طوافِ زیارت، ۳۔ طوافِ افاضہ، ۴۔ طوافِ فرض، ۵۔ طواف الحج وطواف یوم النحر۔

ويسمى طواف الركن، والإفاضة، وطواف الحج، وطواف الفرض وطواف يوم النحر؛ لكون وقوعه فيه أفضل. [2]

سوال: طوافِ زیارت کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے۔

---

[1] الدر المختار: ۲/۲۲٤ [2] مناسك ملا علي قاري: ص ١٤٢

جواب: طوافِ زیارت کا وقت یوم النحر یعنی دسویں ذی الحجہ کی صبحِ صادق سے شروع ہوتا ہے۔ اگر کوئی خاتون اس سے پہلے کرلے گی تو ادا نہ ہوگا۔[1]

في "مناسك ملا علي قاري": ص ١٤٢ (وأول وقته) أي وقت جوازه وصحته (طلوع الفجر) من يوم النحر.

سوال: طوافِ زیارت کا آخری وقت کیا ہے۔

جواب: طوافِ زیارت کا اصل وقت بارہویں ذی الحجہ کے غروبِ آفتاب تک ہے۔ اور پوری زندگی میں کبھی بھی کرسکتی ہے۔ اس کے بغیر حج مکمّل نہیں ہوگا:

هو ركن لا يتم الحج إلا به..... فإنه يستدرك بأدائه في وقته الموسع إلى آخر عمره.

اگر بلا عذرِ شرعی اس وقتِ مقررہ سے تاخیر کی اور بارہویں ذی الحجہ کے غروب کے بعد طواف کیا تو ادا تو ہوجائے گا، مگر تاخیر کی وجہ سے دم لازم ہوگا۔[3]

سوال: طوافِ زیارت کا وقت تو آپ نے بتادیا، لیکن اس کا افضل وقت کیا ہے؟

جواب: اس طواف کو یوم النحر یعنی دسویں ذی الحجہ کو ادا کرنا افضل ہے اور اس طرح ادا کرنا کہ دسویں کی ظہر مکّہ مکرمہ میں آکر ادا کرے۔[4]

وضاحت: اگر خواتین کو ہجوم کی وجہ سے مردوں کے ساتھ سخت مزاحمت کا خطرہ ہو تو دسویں ذی الحجہ کے بجائے گیارہ ذی الحجہ کو طواف کریں، کیوں کہ غیر محرم خواتین کا مردوں سے جسم ٹکرانا جائز نہیں، لہٰذا خواتین ایسے اوقات میں طواف کریں کہ ہجوم کم ہو، تاکہ نامحرموں سے جسم نہ ٹکرائے۔ تجربہ کی بات ہے کہ گیارہ ذی الحجہ کا دن گزار کر جو رات آتی ہے اس میں رات کو گیارہ، بارہ بجے کے بعد ہجوم کم ہوتا ہے بآسانی طواف ہوجاتا ہے۔

سوال: اگر کوئی جمرات رمی اور ذبح (یعنی شیطانوں کو کنکریاں مارنے اور حج کی قربانی کا جانور ذبح کرنے) سے پہلے مکّہ مکرمہ میں آکر طوافِ زیارت کرلے اور بعد میں جاکر رمی کرے اور قربانی کرے تو اس کا کیا حکم ہے۔

---

[1] بدائع: ٣١٤/٢ [2] مناسك ملا علي قاري: ص ١٤٢ [3] بدائع: ٣١٤/٢ [4] زبدة: ص ٨٤

جواب: اگر دسویں کی صبحِ صادق کے بعد رمی سے پہلے طواف کیا ہے تو طواف ادا تو ہو جائے گا مگر ایسا کرنا خلافِ سنت ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔[۱]

سوال: کیا طوافِ زیارت میں مریضہ کے لیے نیابت ہو سکتی ہے؟

جواب: یہ طواف خود کرنا فرض ہے، اگرچہ وہیل چیئر یا کھٹولے میں بٹھا کر یا لٹا کر طواف کرایا جائے، البتہ بے ہوش کے لیے نیابت درست ہے۔[۲]

سوال: اگر کسی خاتون نے طوافِ زیارت نہیں کیا اور اپنے وطنِ اصلی یا وطنِ اقامت واپس چلی گئی تو اب کیا کرے؟

جواب: اس کے ذمہ لازم ہے کہ مکّہ مکرمہ واپس آکر اسی سابق احرام سے طوافِ زیارت کرے، عمرہ کا احرام باندھ کر نہ آئے، کیوں کہ اس کا احرام من کل وجہ ختم نہیں ہوا، فی حق الرجال باقی ہے:

في مناسك ملا علي قاري: ص ۳٤٥ : ولو ترك الطواف كله أو طاف أقله وترك أكثره ورجع إلى أهله حتمًا أن يعود بذلك الإحرام ويطوفه؛ لأنه محرم في حق النساء..... إلخ.

قلت: والمرأة أيضًا محرمة في حق الرجال فحكمهما سواء.

تنبیہ: طوافِ زیارت کا کوئی بدل نہیں ہے، اور اس وقت تک وہ اپنے شوہر کے لیے حلال نہیں ہے جب تک کہ طوافِ زیارت نہ کرلے، اور اگر اس کا شوہر بھی حج کو آیا ہے اور اس نے بھی طوافِ زیارت نہیں کیا تو اس پر بھی لازم ہے کہ طوافِ زیارت کرے اور جب تک طوافِ زیارت نہیں کرے گا اس کے لیے اپنی بیوی سے صحبت کرنا جائز نہیں، اور شہوت سے ہاتھ لگانا، بوس وکنار کرنا بھی جائز نہیں، اور اگر میاں بیوی دونوں کے ذمہ طوافِ زیارت ہے تو جماع کرنے کی وجہ سے دونوں گناہ گار ہوں گے (بشرطے کہ عورت پر جبر واکراہ نہ کیا گیا ہو) اور دونوں پر استغفار وتوبہ لازم ہے اور دم بھی دینا لازم ہے۔

سوال: اگر کوئی خاتون بال کاٹنے اور طوافِ زیارت کرنے سے پہلے اپنے خاوند کے ساتھ

---

[۱] مناسك ملا علي قاري: ص ۲۳۳ [۲] زبدة

ہم بستر ہوگئی (دونوں کے درمیان مجامعت ہوگئی) تو اس پر کیا جزا واجب ہوگی؟۔

جواب: اس پر بدنہ یعنی اونٹ یا گائے ذبح کرنا لازم ہوگا، اور اگر بال کاٹنے کے بعد مگر طواف زیارت کرنے سے پہلے مجامعت ہوئی ہے تو بکرا ذبح کرنا واجب ہوگا[1]۔ اور بعض علمائے محققین کے نزدیک دونوں حالتوں میں اونٹ یا گائے بطور کفارہ ذبح کرنا واجب ہے۔[2]

مسئلہ: جس خاتون نے طواف زیارت نہیں کیا اور متعدد بار اس کے اور اس کے شوہر کے درمیان مجامعت ہوگئی، تو اس پر ہر مجامعت کی وجہ سے ایک دم لازم ہوگا بشرطے کہ مجالس جماع مختلف ہوں۔ اگر دونوں میاں بیوی نے طواف زیارت نہیں کیا تو دونوں پر مجالس مختلف ہونے کی صورت میں ہر دفعہ کا الگ الگ دم لازم ہوگا۔ الّا یہ کہ دوسری مرتبہ جماع کرنے سے رفض احرام (یعنی احرام ختم کرنے کی) نیت کی ہو تو دوسری مرتبہ جماع سے کچھ واجب نہ ہوگا، لیکن یہ نیت صرف جاہل کے حق میں معتبر ہے:

ولو ترك طواف الزيارة كله أو أكثره فهو محرم أبدًا في حق النساء حتى يطوف، فكلما جامع لزمه دم إذا تعدد المجلس إلا أن يقصد الرفض فلا يلزمه بالثاني شيء فعليه أن يعود بدون الإحرام ويطوف به ولا يجزئ عنه البدل أصلًا.[3]

فائدہ: کوئی اس میں ایک زمانہ تک مبتلا رہا تو ظاہر ہے کہ بہت زیادہ دم لازم ہوجائیں گے، تو ایسی صورت میں اپنے اس مسئلے کو علمائے کرام کے سامنے پیش کرے، تاکہ وہ اس مسئلے کا کوئی حل بتائیں:

وفيه تخفيف عند الإمام محمد ؒ (كما يستفاد من "غنية الناسك") حيث يجب عنده دم واحد لاتحاد الجناية، ولكن إذا جامعها وذبح شاة ثم جامعها وجب عليه دم آخر، إلا أن يقصد الرفض فلا يلزمه بالثاني شيء.[4]

[1] عمدة الفقة [2] كما في "غنية الناسك" [3] غنية الناسك: ص ٢٧٣

[4] مستفاد من غنية: ص ٢٦٩-٢٧٠

سوال: جو عورت طوافِ زیارت کیے بغیر اپنے گھر واپس چلی گئی اور وہ آفاقیہ ہے یعنی مواقیت سے باہر رہتی ہے جیسے کہ اہلِ مدینہ، اہلِ طائف وغیرہ تو اب طوافِ زیارت کرنے کے لیے آئی تو کیا اس پر لازم ہے کہ وہ عمرہ کا احرام باندھ کر آئے؟

جواب: وہ من کل وجہ حلال نہیں ہوئی ہے، کیوں کہ اس کا احرام فی حقِ الرجال یعنی مردوں کے بارے میں باقی ہے، جیسا کہ ابھی گزر چکا، اس لیے وہ بلا احرامِ جدید واپس آئے اور طوافِ زیارت ادا کرے۔ اگر عمرہ کا احرام باندھ کر آئی تو احرام علی الاحرام لازم آئے گا جس کی وجہ سے ایک دم دینا واجب ہوگا۔[1] ولو ترك الطواف كله أو طاف أقله وترك أكثره ورجع إلى أهله حتمًا أن يعود بذلك الإحرام ويطوفه؛ لأنه محرم في حق النساء.[2] وحكم المرأة كذلك؛ لإنها محرمة في حق الرجال.

سوال: اگر حیض ونفاس یا جنابت کی حالت میں طوافِ زیارت کرنے کے بعد آفاق میں چلی گئی اور اب اعادۂ طواف کے لیے مکّہ مکرمہ آنا چاہتی ہے تو اس صورت میں نئے احرام (یعنی احرامِ عمرہ) سے آنا ہوگا یا بلا احرامِ جدید آئے؟

جواب: مذکورہ بالا صورت میں اگر میقات سے باہر جا چکی ہے تو عمرہ کا احرام باندھ کر آئے گی، پہلے عمرہ ادا کرے گی، پھر طوافِ زیارت کا اعادہ کرے گی،[3] اور طوافِ زیارت کے اعادہ کرنے سے بدنہ کی قربانی ساقط ہوجائے گی، اور اگر میقات سے باہر نکلنے سے پہلے اعادہ کے لیے آرہی ہے تو بالاتفاق بغیر احرام باندھے آکر طوافِ زیارت کرے۔[4]

سوال: حالتِ حیض یا نفاس یا حالتِ جنابت میں طوافِ زیارت کرلیا تو آپ نے بتایا کہ اس پر بطور کفارہ اونٹ یا گائے ذبح کرانا واجب ہے، تو اس کفارہ دینے سے پہلے میاں

---

[1] غنیه: ص۲۷۲ [2] شرح اللباب: ص۳۴۵
[3] كما في "البدائع": ص۳۱۶، قال القاري: وعليه أكثر العلماء. مناسك ملا علي القاري: ص۳۴۴
[4] مناسك ملا علي قاري: ص۳۴۴ وغنية: ص۲۷۲

بیوی کے تعلّقات کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس حالت میں میاں بیوی کے تعلّقات تو جائز ہوجائیں گے بشرطے کہ بالوں کا قصر کرالیا ہو، لیکن استغفار وتوبہ اور بدنہ حدودِ حرم میں ذبح کرانا لازم ہے۔ ''مناسک ملا علی قاری'' (ص۳۴۴) میں ہے:

ولو طاف للزيارة جنبًا أو حائضًا أو نفساء كله أو أكثره. وهو أربعة أشواط. فعليه بدنة، ويقع معتدا به في حق التحلل إن وقع بعد الحلق. وفي "الغنية": ص ٢٧٢: ويعيده طاهرًا حتمًا فإن أعاده سقطت عنه البدنة، ولو رجع إلى أهله وجب عليه العود لإعادته.

سوال: اگر کسی خاتون نے طوافِ زیارت کے اکثر چکر کرلیے (یعنی چار یا اس سے زائد) اور باقی چکروں کو چھوڑ دیا تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی صورت میں اس پر طوافِ زیارت کی تکمیل کرنا لازم ہے، اور اگر نہ کی تو دم لازم ہوگا۔ اور ۱۲؍ذی الحجہ کے غروبِ آفتاب تک تکمیل کرلی تو کوئی جزا واجب نہیں، اور اگر ۱۲؍ذی الحجہ کے غروبِ آفتاب کے بعد تکمیل کی تو ہر چکر پر صدقۂ فطر کے برابر صدقہ واجب ہوگا:

ولو ترك منه شوطًا أو شوطين أو ثلاثة فعليه دم. (غنية: ص ٢٧٣) فلو أتم الباقي في أيام النحر فليس عليه شيء، ولو أتمه بعدها يلزمه صدقة لكل شوط نصف صاع من بر.

سوال: اگر طوافِ زیارت کے تین یا اس سے کم چکر حیض، نفاس یا جنابت کی حالت میں کرلیے تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس صورت میں دم لازم ہے، اور پاکی کی حالت میں اعادہ کرنے سے دم ساقط ہو جائے گا، لیکن اگر ۱۲؍ذی الحجہ کے آفتاب غروب ہونے کے بعد اعادہ کیا تو تاخیر کی وجہ سے ہر چکر کا صدقہ بھی دینا ہوگا، صدقہ سے مراد صدقۂ فطر کے برابر صدقہ دینا ہے۔

ولو طاف أقله جنبًا، فعليه شاة، فإن أعاده وجبت عليه صدقة لكل

شوط نصف صاع لتأخير الأقل من طواف الزيارة، كذا في "البحر" ومثله في "الهندية" عن شرح الطحاوي.[1]

سوال: اگر کوئی خاتون حیض یا نفاس کی وجہ سے بارہویں ذی الحجہ کے غروبِ آفتاب تک طوافِ زیارت نہ کرسکی، پھر بعد میں پاک ہونے کے بعد کیا، تو اس پر کوئی دم لازم ہے؟

جواب: اگر اس کو ایسے وقت حیض آیا کہ وہ ایامِ نحر (۱۰، ۱۱، ۱۲/ ذی الحجہ) میں اکثر طواف نہیں کرسکتی تھی، یا ایامِ نحر سے پہلے ہی حیض شروع ہوگیا اور وہ پورے ایامِ نحر میں باقی رہا، تو اس پر کوئی دم لازم نہیں، اور اگر اس کو معلوم تھا کہ مجھے حیض آنے والا ہے اور وہ حیض آنے سے پہلے پہلے اکثر طواف کرسکتی تھی تو تاخیر کا دم دینا ہوگا۔[2]

سوال: اگر کسی خاتون نے طوافِ زیارت کے چار چکر یا اکثر کرلیے اور باقی چکروں کو چھوڑ کر اپنے گھر والوں کی طرف واپس ہوگئی تو کیا وہ اپنے شوہر کے لیے حلال ہوگئی؟

جواب: وہ خاتون اپنے شوہر کے لیے حلال ہوجائے گی، لیکن باقی چکر چھوڑنے کی وجہ سے دم دینا لازم ہوگا۔[3]

سوال: بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ خواتین ایامِ حیض میں ہونے کی وجہ سے طوافِ زیارت نہیں کرسکتیں اور حج کے فوراً بعد ان کی سیٹ بک ہوتی ہے تو کیا کیا جائے؟

جواب: اس حالت میں ٹھہرنا لازم ہے، طوافِ زیارت چھوڑ کر جانا جائز نہیں، اس کے محرم کو چاہیے کہ اس کے ساتھ ٹھہرے اور سیٹ کو مؤخر (یعنی لیٹ) کروائے۔ اس کی دلیل یہ حدیث ہے:

إِنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ رضي الله عنها زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ حَاضَتْ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَحَابِسَتُنَا هِيَ؟ فَقُلْتُ: إِنَّهَا قَدْ أَفَاضَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَطَافَتْ بِالْبَيْتِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: فَلْتَنْفِرْ.[4]

---

[1] غنية: ص۲۷۲ [2] غنية: ص۲۷٤ [3] غنية: ص۲۷۳

[4] أخرجه البخاري، رقم الحديث: ٤٠٥٠

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ ایسی خاتون کے ساتھ اس کے محرم کا ٹھہرنا لازم ہے، بغیر طواف کرائے جانا جائز نہیں، کیوں کہ فرمایا: أحابستنا هي؟

مسئلہ: اگر عورت کا محرم ٹھہرنے کو تیار نہیں اور وہ اکیلی ٹھہر نہیں سکتی اور اس نے مجبوراً اسی حالت میں مضبوطی سے پیمپر باندھ کر طوافِ زیارت کرلیا اور وہ قافلہ کے ساتھ روانہ ہوگئی تو حالتِ حیض میں طواف کرنے کی وجہ سے ایک اونٹ یا ایک گائے حدودِ حرم میں بطور کفارہ ذبح کروائے اور استغفار وتوبہ بھی کرے۔

سوال: اگر اونٹ یا گائے ذبح کرنے کی فوری استطاعت نہیں تو کیا کرے؟

جواب: اگر باآسانی اُدھار مل جائے اور اس کی ادائیگی کی مستقبل میں صورت بھی نظر آرہی ہو تو اُدھار لے کر ذبح کردے اور اگر اُدھار نہ مل سکے یا مل رہا ہو، لیکن ادائیگی کی کوئی صورت مستقبل قریب میں نظر نہیں آرہی ہو تو جب استطاعت ہو مکہ مکرمہ رقم بھجوادے اور کسی کو وکیل بنادے جو اس کی طرف سے ذبح کردے۔

سوال: اگر کسی خاتون نے پورا طوافِ زیارت بلا وضو کرلیا یا اکثر (یعنی چار چکر) طوافِ زیارت کے بلا وضو کرلیے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس کو چاہیے کہ طواف کا اعادہ کرے، اور اگر عمداً ایسا کیا ہے تو توبہ واستغفار بھی کرے، اور اگر اعادہ نہیں کیا تو ایک دم دینا لازم ہے۔[۱]

سوال: ایک خاتون نے باوضو طوافِ زیارت شروع کیا، تین چکر کرنے کے بعد اس کا وضو ٹوٹ گیا تو اس نے چار چکر بلا وضو کرکے طواف پورا کرلیا تو اب اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس کو وضو کرکے چار چکروں کا اعادہ کرنا چاہیے، استغفار وتوبہ بھی کرنی چاہیے، اور اگر اعادہ نہیں کیا تو دم دینا لازم ہے، اور اعادہ کرنے سے دم ساقط ہوجائے گا۔[۲]

سوال: اگر اس نے طواف کے بقیہ چکروں کا اعادہ بارہ ذی الحجہ کے بعد کیا ہے تو کیا دمِ تاخیر دینا ہوگا؟

جواب: اس صورت میں دمِ تاخیر دینا لازم نہیں۔[۳]

---

[۱]، [۲] غنية: ص ۲۷۲ [۳] شرح اللباب: ص ۳۴۶

سوال: اگر طوافِ زیارت کے تین چکر بلا وضو کیے ہوں، اس کے بارے میں ارشاد فرمائیں؟

جواب: اس کو طوافِ زیارت کے ان تین چکروں کا باوضو اعادہ کرنا چاہیے، اعادہ کرنے سے جزا ساقط ہوجائے گی، اور اگر اعادہ نہیں کیا تو ہر چکر کے بدلے صدقۂ فطر کے برابر صدقہ دینا واجب ہوگا، اور استغفار وتوبہ بھی:

(ولو طاف الأقل محدثا، فعليه صدقة) أي نصف صاع من بر (لكل شوط) أي اتفاقًا.[1]

سوال: کسی خاتون نے طوافِ زیارت باوضو شروع کیا، اور درمیانِ طواف میں وضو ٹوٹ گیا تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس خاتون پر واجب ہے کہ جا کر وضو کر کے آئے اور پھر باقی طواف پورا کرے، اور اگر اکثر چکر باقی رہ گئے تھے تو از سرِ نو پورا طواف کرنا افضل ہے، اور اگر صرف باقی چکر پورے کر لے تو بھی جائز ہے، اور اگر یہ خطرہ ہو کہ بارہویں ذی الحجہ کا سورج غروب ہوجائے گا تو اس صورت میں باقی چکر پورے کر لے، تا کہ غروبِ آفتاب سے پہلے پہلے طواف مکمّل ہوجائے۔[2]

سوال: اگر پورا یا اکثر طوافِ زیارت جنابت یا حیض ونفاس کی حالت میں کیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: صورتِ مذکورہ میں بدنہ یعنی ایک اونٹ یا ایک گائے ذبح کرنا واجب ہوگا، اور اگر طوافِ قدوم یا طوافِ وداع یا طوافِ نفل ان حالتوں میں کیا ہے تو ایک بکرا ذبح کرنا واجب ہوگا، اور ان سب صورتوں میں طہارت کے ساتھ اعادہ کر لینے سے کفارہ ساقط ہوجائے گا۔[3] اعادہ کے ساتھ توبہ واستغفار بھی کرے۔

سوال: اگر کسی خاتون نے طوافِ زیارت نہ کیا اور پھر عمر بھر ادا نہ کر سکی تو یہ خاتون کیا کرے؟

جواب: اس خاتون پر مرض الموت میں ایک بدنہ یعنی اونٹ یا گائے حرم میں ذبح کرانے کی وصیّت کرنا واجب ہے۔[4]

---

[1] مناسك ملا علي قاري: ص ٣٤٧ [2] غنية: ص ٢٧٢ [3] غنية: ص ٢٧٤ - ٢٧٦

[4] أحسن الفتاوى: ٥٣٩/٤

مسائلِ طوافِ وداع:

سوال: طوافِ وداع کن خواتین پر واجب ہے؟

جواب: طوافِ وداع آفاقیہ یعنی میقات سے باہر کے رہنے والی خواتین پر واجب ہے، خواہ حجِ اِفراد کیا ہو یا قران یا تمتّع، بشرطے کہ عاقلہ بالغہ ہوں، اور اہلِ حرم، اہلِ حل، اہلِ میقات اور حائضہ، نفسا ومجنونہ اور نابالغہ پر واجب نہیں، اور **فائتة الحج** یعنی جس خاتون کا حج فوت ہوگیا ہو یا محصرہ یعنی جو حج سے روک دی گئی ہو اس پر بھی واجب نہیں۔[1]

سوال: ایک خاتون نے طوافِ زیارت کر لیا اور حج کے دیگر افعال بھی ادا کر لیے، مگر ابھی طوافِ وداع باقی ہے اور اس کو حیض شروع ہوگیا، اور قافلہ روانہ ہونے لگا تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: اس حالت میں طوافِ وداع اس کے لیے معاف ہے، بغیر طواف کے قافلے کے ساتھ روانہ ہوسکتی ہے۔[2]

سوال: کیا عمرہ کرنے والی خواتین پر طوافِ وداع واجب ہے؟

جواب: عمرہ کرنے والی خواتین پر طوافِ وداع واجب نہیں۔[3]

فائدہ: طوافِ وداع حج میں مکیہ اور جو مکیہ کے حکم میں ہیں جیسے حلیہ (حل سے آنے والی جیسے جدہ کی رہنے والی) اور میقاتیہ کے لیے مستحب ہے۔[4]

سوال: میقاتیہ کس کو کہا جاتا ہے؟

جواب: جو عین میقات پر رہنے والی ہیں، اور جو میقات سے باہر رہنے والی ہیں وہ آفاقیہ ہیں، مدینہ منورہ، ینبع، طائف، باحہ، ابہا، ریاض، دمام، جبیل، پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش وغیرہ وغیرہ میں رہنے والی آفاقیہ ہے۔

سوال: اگر کوئی خاتون مکّہ مکرمہ کو مستقل وطن بنالے اور مستقل وطن بنانے کے شرائط پورے ہو جائیں تو اس کے بارے میں طواف دواع کا کیا حکم ہے؟

---

[1] غنیۃ الناسک: ص۱۹۰ [2] شرح اللباب: ص۲۵۳ [3] غنیۃ [4] غنیۃ ومعلّم الحجاج

جواب: جو خاتون مکّہ مکرمہ یا حوالی مکّہ مکرمہ کو مستقل طور سے وطن بنالے اور وطن بنانے کے شرائط پورے پائے جاتے ہوں، تو اس سے یہ طواف ساقط ہوجاتا ہے، بشرطے کہ بارہویں ذی الحجہ سے پہلے نیت اقامتِ دائمی کی کرے اگر بارہویں کے بعد اقامت کی نیت کی ہے تو یہ طواف ساقط نہ ہوگا۔[1]

سوال: اگر اقامت کی نیت کے بعد مکّہ مکرمہ سے سفر کرنے کا ارادہ ہوگیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: تو بھی طوافِ وداع واجب نہ ہوگا۔ جیسے مکّہ مکرمہ رہنے والی اگر کہیں جائے تو اس پر واجب نہیں ہوتا۔[2]

سوال: اگر کسی خاتون نے مکّہ مکرمہ میں اقامت کی نیت کی، لیکن مستقل وطن نہیں بنایا تو اس پر طوافِ وداع واجب رہے گا یا ساقط ہوجائے گا؟

جواب: اس صورت میں طوافِ وداع ساقط نہیں ہوگا، اگر چہ سالہا سال مکّہ مکرمہ میں رہتی رہے۔[3]

سوال: طوافِ وداع کا اوّل وقت کب شروع ہوتا ہے؟

جواب: اوّل وقت طوافِ وداع کا طوافِ زیارت کے بعد شروع ہوجاتا ہے، اور آخر اس کا متعیّن نہیں جس وقت چاہے کرے، اگر سال بھر مکّہ مکرمہ میں قیام کرنے کے بعد بھی کرے تب بھی ادا ہوگا، قضا نہ ہوگا۔[4]

سوال: اگر کسی خاتون نے سفر کا ارادہ کیا، اس لیے طوافِ وداع کرلیا اور اس کے بعد پھر قیام ہوگیا تو طوافِ وداع ادا ہوگیا یا نہیں؟

جواب: ادا ہوگیا عندالحنفیہ اعادہ واجب نہیں، لیکن چلتے وقت دوبارہ طوافِ وداع کرنا مستحب ہے۔[5]

سوال: طوافِ وداع کا مستحب وقت کیا ہے؟

جواب: مستحب وقت یہ ہے کہ تمام کاموں سے فارغ ہوکر طواف کرے اور اس کے بعد فوراً

[1] شرح اللباب: ص۲۵۳ وغنیۃ: ص۱۹۰ [2]، [3]، [4] شرح اللباب: ص۲۵۳

[5] شرح اللباب: ص۲۵۳ وغنیۃ: ص۱۹۰

سفر شروع کردے۔[۱]

سوال: حائضہ عورت مکّہ مکرمہ کی آبادی سے نکلنے سے پہلے پاک ہوگئی، اس کے بارے میں طوافِ وداع کا کیا حکم ہے؟

جواب: حائضہ عورت اگر مکّہ مکرمہ کی آبادی سے نکلنے سے پہلے پاک ہوجائے تو اس کو لوٹ کر طوافِ وداع کرنا واجب ہے، اور اگر آبادی سے نکلنے کے بعد پاک ہوئی ہو تو واجب نہیں۔[۲]

سوال: ایک خاتون طوافِ وداع کیے بغیر اپنے وطن واپسی کے لیے مکّہ مکرمہ سے نکل پڑی، اس کے بارے میں کیا حکم ہے، تفصیل سے بتایئے؟

جواب: جو خاتون بلا طوافِ وداع کے مکّہ مکرمہ سے چل دی ہے تو جب تک میقات سے نہ نکلی ہو اس کو مکّہ مکرمہ واپس آکر طواف کرنا واجب ہے، احرام کی ضرورت نہیں۔ اگر میقات سے نکل گئی تو اب اس کو اختیار ہے کہ دم بھیج دے، اور یہ بہتر ہے کہ اس میں مساکین کا نفع ہے، اور بعض فقہا نے دم دینے سے بہتر طواف کے لیے آنا اختیار کیا ہے، کیوں کہ یہ اصل ہے اور اصل کو اختیار کرنا اولیٰ ہے، اور طواف کرنے کے لیے آنا چاہے تو عمرہ کا احرام باندھ کر واپس آئے، اور اوّل عمرہ کرے اس کے بعد طوافِ وداع کرے، پھر چلی جائے۔ اور اس تاخیر کی وجہ سے کوئی دم یا صدقہ واجب نہیں، لیکن بلا وجہ ایسا کرنا برا ہے۔ میقات سے نکلنے کے بعد طوافِ وداع کے لیے مکّہ مکرمہ واپس آنے کے لیے عمرہ کا احرام باندھ کر آنا ضروری ہے، بلا احرام آنا منع ہے۔[۳]

تنبیہ: بعضے لوگ جان بوجھ کر طوافِ وداع چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بعد میں آکر کرلیں گے، یہ جان بوجھ کر بلا عذر طوافِ وداع چھوڑ کر چلے جانا بہت برا ہے۔ ایسا کرنے سے دم واجب ہوتا ہے۔ پھر طواف کرلینے سے ساقط تو ہوجاتا ہے، مگر ایسا کرنا برا ہے، اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ کوئی اپنے زخم لگائے، پھر مرہم پٹی کرے اور دوا استعمال کرے۔

سوال: زینب میقات سے آئی ہے، حج سے فارغ ہونے کے بعد مکّہ مکرمہ میں کچھ قیام ہے،

---

[۱]، [۲] شرح اللباب: ص۲۵۳ [۳] شرح اللباب: ص۲۵۳، وغنیۃ: ص۱۹۰

اس دوران تنعیم وغیرہ سے احرام باندھ کر کچھ عمرے کرنا چاہتی ہے، اور ابھی طوافِ وداع بھی نہیں کیا ہے تو کیا تنعیم میں جانے سے پہلے اس پر طوافِ وداع کرنا واجب ہے؟

جواب: تنعیم وغیرہ جانے کے لیے طوافِ وداع کرنا واجب نہیں، یعنی جب اپنے وطن واپسی کا وقت آئے گا اس وقت طوافِ وداع کر کے چلی جائے۔[۱]

سوال: اکثر مقیمین خواتین جدہ سے معلّم کا انتظام کرتی ہیں جو جدہ سے سیدھے منٰی وغیرہ اور ۱۲ تاریخ کو زوال کے بعد منٰی سے سیدھے جدہ لے جاتے ہیں تو اس طرح طوافِ وداع کرنا مشکل ہوجاتا ہے، کیا ان حالات میں طوافِ زیارت کے بعد اور طواف کر لینے سے طوافِ وداع ادا ہوجاتا ہے؟

جواب: جدہ کی خواتین پر طوافِ وداع واجب نہیں، آفاقیہ پر واجب ہے اور طوافِ زیارت کے بعد ایامِ نحر میں بھی جائز ہے، اگرچہ رمی باقی ہو، فقط واللہ تعالٰی اعلم۔[۲]

وضاحت: اہلِ مکّہ، اہلِ حرم، اہلِ حل، اہلِ مواقیت کے لیے طوافِ وداع کرنا مستحب ہے:

هو واجب على كل حاج آفاقي، فلا يجب على معتمر ولا على أهل مكة. ومن أقام بها بعد النفر الأول وأهل الحرم والحل والمواقيت. إلا أنه يندب لأهل مكة ومن في حكمهم كما في "الدر" و"النهر" وغيرهما.[۳]

قال أبو يوسف: أحب إلي أن يطوف المكي طواف الصدر ؛ لأنه وضع لختم أفعال الحج، وهذا المعنى يوجد في أهل مكة.[۴]

اہلِ مکّہ، اہلِ حرم، اہلِ حل (جیسے اہلِ جدہ) اور اہلِ مواقیت کے لیے طوافِ وداع بعض اہلِ علم کے نزدیک اس صورت میں واجب نہیں جب کہ انھوں نے مذکورہ مقامات کو مستقل وطن بنا لیا ہو اور اگر مستقل وطن نہیں بنایا تو ان کے لیے طوافِ وداع واجب ہے۔ عام طور پر

---

[۱] معلّم الحجاج: ص ۱۹۲ [۲] احسن الفتاوی: ۴/ ۳۹
[۳] غنية الناسك: ص ۱۹۰ [۴] بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع: ٤/ ٤٤٤

ایسے مقیمین حضرات جو اقامے والے ہیں اور وہ مذکورہ مقامات میں عارضی قیام کی نیت سے رہتے ہیں جب تک ملازمت کا سلسلہ ہے قیام ہے، اس کے بعد واپس چلے جائیں گے۔ اور جو مقیمین مستقل قیام کی نیت کرتے ہیں، ان کی نیت کا اعتبار اس لیے نہیں کہ وہ قانوناً یہاں کے باشندے نہیں۔ لہٰذا ان بعض علما کے نزدیک ان پر طوافِ وداع واجب ہے، اگرچہ اکثر اہلِ علم کا یہ قول نہیں، لیکن اختلاف سے بچنے کے لیے طواف نہیں چھوڑنا چاہیے۔ اور اگر رش کی وجہ سے اس وقت نہ کر سکے تو جب رش ختم ہو جائے آکر کر لے، واللہ اعلم۔

طواف کے متعلّق کچھ متفرق مسائل:

مسئلہ: عورت کو ایامِ حیض میں طواف کرنا جائز نہیں اور سعی کے لیے طہارت واجب نہیں، لیکن سعی کیوں کہ طواف کے تابع ہے اس لیے طواف سے پہلے سعی کرنا درست نہیں:

أن يكون السعي بعد الطواف أي أيّ طواف كان (على طهارة عن الجنابة والحيض) وكذا حكم النفاس.[1]

مسئلہ: اگر دورانِ طواف عورت کو حیض آجائے تو طواف کو وہیں روک دے اور مسجدِ حرام سے باہر چلی جائے، پھر پاک ہونے کے بعد طواف کرے۔

مسئلہ: عورت حیض سے ایسے وقت میں پاک ہوئی کہ بارہویں تاریخ کے غروبِ آفتاب سے پہلے پہلے پورا طواف یا صرف چار چکر کر سکتی ہے اور اس نے نہیں کیا تو دم واجب ہوگا، اور اگر اتنا وقت نہ ہو تو کچھ واجب نہیں۔[2]

ہاں! اگر پاک ہونے کے بعد منٰی سے مکّہ مکرمہ روانہ ہوئی اور یہ کوشش کی کہ بارہویں کے غروبِ آفتاب سے پہلے طواف کر لے، لیکن باوجود کوشش کے غروب سے پہلے طواف نہ کر سکی، کیوں کہ راستوں میں بہت ازدحام تھا تو کچھ واجب نہیں۔

فلو طهرت حائض في آخر أيام النحر إن أمكنها طواف الزيارة كله أو أكثره قبل بأن بقى زمن إلى الغروب يسع أربعة أشواط مع مقدماتها

---

[1] مناسك ملا علي قاري: ص ۱۷۷ [2] معلم الحجاج: ص ۱۸۰

كالاستنقاء والتستر عن الأعين، وخلع الثياب، والاغتسال، وقطع المسافة فلم تطف حتى غربت، أو حاضت بعد ما قدرت على أربعة أشواط، فلم تطف حتى مضت الوقت لزمها دم للتأخير.[1]

مسئلہ: عورت جانتی ہے کہ حیض عن قریب آنے والا ہے اور ابھی حیض آنے میں اتنا وقت باقی ہے کہ پورا طوافِ زیارت یا چار چکر کرسکتی ہے، لیکن نہیں کیا اور حیض آ گیا، پھر ایامِ نحر گزرنے کے بعد پاک ہوئی یعنی ۱۲رذی الحجہ کے سورج غروب ہونے کے بعد پاک ہوئی تو دم واجب ہوگا، اور اگر اتنا وقت نہیں تھا کہ چار چکر کرسکتی تو کچھ واجب نہ ہوگا، یعنی پاک ہونے کے بعد چار پھیرے کرنے کا وقت بھی نہیں تو کچھ واجب نہیں ہوگا۔[2]

مسئلہ: عورتوں کا اس حال میں حجرِ اسود کو چومنا بالکل حرام ہے جب کہ اجنبی مردوں کے ساتھ جسم لگنے کا احتمال ہو۔[3]

خواتین کے لیے مسائلِ سعی:

سوال: خواتین کو سعی میں کس طرح چلنا چاہیے؟

جواب: خواتین کو چاہیے کہ سعی کرتے وقت دیوار کے قریب ہوکر چلیں، اس طرح مردوں کے ہجوم سے بچی رہیں گی، ان شاء اللہ تعالیٰ مردوں سے جسم نہیں ٹکرائے گا اور میلین اخضرین (سبز لائٹوں) کے درمیان دوڑنا یا تیز چلنا خواتین کے لیے مسنون نہیں:

إذ السعي المخصوص بالرجال، هو الإسراع بين الميلين.[4]

سوال: کیا حیض ونفاس کی حالت میں سعی کرنی جائز ہے؟

جواب: حیض ونفاس کی حالت میں سعی کرنی جائز ہے، کیوں کہ سعی میں طہارت واجب نہیں بلکہ سنت ہے، مگر جب سعی کے لیے جائے تو مسعیٰ کے اُن دروازوں سے داخل ہو جن سے مسجد میں داخل ہونا لازم نہ آئے، کیوں کہ حالتِ حیض ونفاس وجنابت میں مسجد کا

---

[1] غنية: ص ۲۷۳ [2] معلم الحجاج: ص ۱۸۰ [3] أحسن الفتاوى: ۸۹/٤

[4] مناسك ملا علي قاري: ص ۱۷۲

داخلہ منع ہے۔ اور مسعٰی (یعنی صفا مروہ کے درمیان کا حصّہ جہاں سعی کی جاتی ہے وہ) مسجدِ حرام سے خارج ہے:

ولا يجب فيه الطهارة عن الجنابة والحيض، سواء كان سعي عمرة أو حج، لأنه تؤدى لا في المسجد الحرام.[١]

وضاحت: سعی طواف کے تابع ہے، اگر طواف کرنے کے بعد حیض شروع ہوا تو سعی کرنا درست ہے، اور اگر طواف سے پہلے حیض شروع ہوگیا تو سعی درست نہیں۔

خواتین کے لیے مسائلِ رمی:

سوال: خواتین کے لیے رمی کا کون سا وقت مناسب ہے؟

جواب: خواتین کو رات کے وقت رمی کرنی چاہیے، کیوں کہ رات کے وقت ہجوم نہیں ہوتا، اور بآسانی رمی ہوجاتی ہے:

ووقت الكراهة مع الجواز من الغروب إلى طلوع الفجر الثاني من غده، ولو أخر إلى الليل كره إلا في حق النساء.[٢]

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ رات کو رمی کرنا مکروہ ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: خواتین اور ضعفا کے لیے رات کو رمی کرنا مکروہ نہیں، البتہ ایسے مرد حضرات کے لیے مکروہ ہے جو طاقت ور ہیں معذور نہیں ہیں، لیکن اگر یہ بھی رات کو رمی کرلیں گے تو ادا ہوجائے گی، کوئی دم نہیں آئے گا:

ووقت الكراهة مع الجواز من الغروب إلى طلوع الفجر الثاني من غده، ولو أخر إلى الليل كره إلا في حق النساء، وكذا حكم الضعفاء.[٣]

سوال: کیا خواتین ہجوم کی وجہ سے کسی دوسرے سے رمی کرا سکتی ہیں؟

جواب: ہجوم کی وجہ سے خواتین کی طرف سے کسی دوسرے کو نائب بنا کر رمی کرانا جائز نہیں، ایسی صورت میں رمی صحیح نہیں ہوگی اور دم دینا لازم ہوگا، لہٰذا خواتین کو خود رمی کرنی

---

[١] غنية الناسك: ص١٣٤ [٢]، [٣] مناسك ملا علي قاري: ص٢٣٧

چاہیے، اور رات کے وقت ان کے لیے رمی کرنا زیادہ مناسب ہے، کیوں کہ رمی کا وقت صبحِ صادق تک باقی رہتا ہے:

فلا تجوز النيابة عند القدرة، وتجوز عند العذر.[1]

سوال: جس صورت میں خواتین رمی کے لیے اپنا نائب بنا سکتی ہیں اس کو واضح بیان کیجیے۔

جواب: خواتین کو کنکری مارنے کے لیے کسی کو نائب بنانا ان صورتوں میں جائز ہے کہ وہ مریضہ ہوں، پیدل چل کر نہ جا سکتی ہوں، نہ سواری کا انتظام ہو یا وہاں پہنچنے میں جان کا خطرہ ہو، یا مرض بڑھنے کا اندیشہ ہو، یا ضعیف العمر ہوں، اور اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جو عورت کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتی اور سواری کا انتظام بھی نہیں تو وہ نائب بنا سکتی ہے۔ ایسی مریضہ کہ اس کو وہیل چیئر پر بٹھا کر لایا جا سکتا ہو، اور اس کو لانے والا بھی موجود ہو اور وہ وہاں پہنچنے پر رمی کرنے پر قادر ہو بشرطے کہ شدید تکلیف میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہو اور نہ مرض سے صحت یاب ہونے میں تاخیر کا امکان ہو تو ان صورتوں میں بھی نیابت جائز نہیں۔[2]

وضاحت: اور مردوں کے بارے میں رمی کی نیابت جائز ہونے کی یہی تفصیل ہے۔

سوال: خواتین کنکری مارتے وقت کتنا ہاتھ اٹھائیں؟

جواب: خواتین کو رمی کرتے وقت ہاتھ اتنا اونچا نہیں اٹھانا چاہیے کہ بغل نظر آئے، بلکہ خواتین اپنا ہاتھ ذرا کم اٹھائیں۔

سوال: اگر کسی خاتون نے رمی کرنے کے لیے کسی کو وکیل بنا دیا جب کہ اس کے لیے وکیل بنانا جائز نہ تھا، پھر اس کو مسئلہ معلوم ہوا کہ غلط کیا ہے تو اس صورت میں کیا کرے؟

جواب: اگر رمی کا وقت باقی ہے تو جا کر خود رمی کرے، رمی صحیح ہو جائے گی اور اگر رمی کا وقت ختم ہو چکا ہے یعنی صبحِ صادق ہو چکی ہے تو اگلے دن اس رمی کی قضا کرے اور ایک دم بھی دے:

---

[1] مناسك ملا علي قاري: ص ٢٤٧

[2] مستفاد من غنية الناسك: ص ١٨٧، ١٨٨ ومناسك ملا علي قاري: ص ٢٤٧، ٢٤٨

ولو لم يرم في الليل أي من ليالي أيامها الماضية أداء، رماه في النهار أي في نهار الأيام الآتية على التاليف، (قضاء) أي اتفاقا (وعليه الكفارة) أي الدم عند الإمام، ولا شيء عليه عندهما.[1]

خواتین کے لیے مسائلِ قصر (بال کٹوانے کے مسائل):

سوال: خواتین احرام کھولنے کے لیے کس طرح بال کٹوائیں؟

جواب: خواتین کو احرام کھولنے کے لیے پورے سر کے بالوں سے ایک پورا کاٹنا چاہیے۔ بالوں کی چوٹی پکڑ کر انگلی کے ایک پورے کے برابر خود کاٹ لیں یا کسی خاتون یا اپنے کسی محرم سے کٹوالیں، اور کم از کم چوتھائی سر کے بال بقدر ایک پورے کے کاٹنا لازم تو ہے ہی، لیکن انگلی کے پورے سے کچھ زیادہ کاٹیں، تاکہ یقین ہو جائے کہ صحیح مقدار میں بال کٹ گئے ہیں اور جس خاتون کے بال چھوٹے بڑے ہوں تو ان کو دو پورے کاٹ دینے چاہئیں تاکہ یقین ہوجائے کہ چوتھائی سر کے بال کٹ گئے ہیں۔ نیز خواتین کے لیے بہتر یہ ہے کہ اپنے سر کے بالوں کے تین حصّے بنائیں، ایک حصّہ سینے سے داہنے طرف لٹکا کر ایک پورے کے برابر بال کاٹیں، دوسرا حصّہ سینے سے بائیں طرف لٹکا کر پھر بال ایک پورے کے برابر کاٹیں، پھر تیسرا حصّہ (چوٹی کو پیچھے کمر پر ڈال کر) اس کو پورے کے برابر کاٹیں، تاکہ ہر طرف سے بال کٹ جائیں اور ایسا کرنے سے سارے سر کے بال کٹ جائیں گے، احتیاط بھی اسی میں ہے:

وأما التقصير فأقله قدر أنملة، (من شعر ربع الرأس، والحلق مسنون للرجال) أي أفضل، (ومكروه للنساء (كراهية تحريمية) والتقصير مباح لهن) (مناسك ملا علي قاري: ٢٢٩، وفيه: ٢٣٠: وإذا حلق المحرم رأسه أو رأس غيره عند جواز التحلل لم يلزمه شيء).

تنبیہ: خواتین کو چاہیے کہ اپنے بال خود کاٹیں یا اپنے شوہر یا محرم سے کٹوائیں، کسی اجنبی سے

[1] شرح اللباب: ص ٢٤١

بال کٹوانا حرام ہے۔ چوتھائی سر کے بال ایک پورا کاٹنے سے محرم احرام سے نکل جاتا ہے، لیکن چوتھائی پر اکتفا کرنا مکروہ ہے، پورے سر کے بالوں سے بال کاٹنے چاہئیں۔

جس عورت کے سر پر بالکل بال نہ ہوں وہ کیا کرے؟: اگر کوئی عورت کسی وجہ سے گنجی ہوگئی ہوتو اس کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ سر پر ویسے ہی قینچی چلالے، یہ قینچی چلانا اس کے لیے قصر کے قائم مقام ہوجائے گا، اور وہ احرام سے حلال ہوجائے گی:

المرأة إذا كانت قرعى تؤمر بتقريب الجلمين من رأسها و يقام مقام التقصير.[۱]

عورتوں کے لیے سر منڈوانے کی ممانعت: حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو اپنا سر منڈانے سے منع فرمایا ہے۔[۲] اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے کہ عورتوں پر حلق نہیں ہے عورتوں پر صرف بال ترشوانا ہے۔[۳]

خواتین کے لیے منیٰ، مزدلفہ، عرفات میں نظر، کانوں اور زبان کی حفاظت:

سوال: منیٰ، عرفات، مزدلفہ کے مقاماتِ مبارکہ میں بھی خواتین اور مردوں کا اختلاط بے پردگی، اور بعض دفعہ غیر محرموں کے ساتھ ہنسی مذاق وغیرہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: اس قسم کی حرکتیں کرنا نہایت قبیح ہے، اور اس کے ناجائز اور حرام ہونے میں کوئی شک نہیں۔ ان ایام میں تو اپنے اعضا کو خصوصی طور پر گناہوں سے بچانا چاہیے۔

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ: اِبْنَ أَخِي، إِنَّ هٰذَا يَوْمٌ مَنْ مَلَكَ فِيْهِ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ وَلِسَانَهُ غُفِرَ لَهُ. (إسناده صحيح)[۴]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ (عرفات) ایسا دن ہے جو اس دن میں اپنی زبان اور اپنے کان کی حفاظت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادیتا ہے۔

---

[۱] البحر العميق: ۳/ ۱۷۸۶ [۲] مشكاة، رقم الحديث: ۲۶۵۳۰

[۳] مشكاة، رقم الحديث: ۲۶۵۴۰ [۴] مسند أبي يعلى لأحمد الموصلي: ۳۳۰/۴

مطلب یہ ہے کہ اس کا حج قبول ہو جاتا ہے۔ اور درمیان سال اگر کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کی توفیق ہو جاتی ہے۔ اور جو لوگ اپنی زبان، اپنے کان اور آنکھوں کی حفاظت نہیں کرتے ان کی مشقت اور سرگرداں پھرنے کی اللہ کو ضرورت نہیں۔ اور دیکھنے میں آتا ہے کہ معلّمین کی طرف سے نہایت بدعنوانی ہوتی ہے کہ اجنبی مرد اور عورتوں کو ایک ہی کمرے میں اختلاط کے ساتھ رہائش دیتے ہیں۔ خاص طور سے مکّہ مکرمہ میں لمبا قیام رہتا ہے، اس میں عورتوں اور مردوں کا عجیب اختلاط رہتا ہے۔ ایسے ہی منٰی میں قیام کا انتظام بھی بعض خیموں میں عجیب اختلاط کے ساتھ ہوتا ہے۔ بلکہ بعض خیموں میں تو ایسا دیکھنے میں آتا ہے کہ عورتیں جانب قبلہ میں جگہ لے لیتی ہیں اور مرد ان کے پیچھے، اور نہ نماز میں پردہ کا انتظام ہے نہ ہی رہائش میں انتظام، بالکل گھلے ملے رہتے ہیں، یہ چیزیں عبادت کی روح کو ختم کر دیتی ہیں۔ جب معلّم کی طرف سے اس کا کوئی انتظام نہیں ہے تو خود حجاج کی ذمہ داری یہ ہے کہ ایک کمرے میں رہنے والی عورتوں کو ایک طرف کر دیں اور مردوں کو دوسری طرف کر دیں۔ اور اہتمام کے ساتھ پردہ ڈال کر رکھا جائے۔ اس طرح منٰی کے خیمہ میں عورتوں کو پیچھے کی طرف رکھا جائے اور مردوں کو آگے کی طرف، اور درمیان میں ایسا پردہ ڈال دیا جائے جس سے اختلاط بالکل باقی نہ رہے۔ اسی طرح عرفات میں بھی اپنے اپنے خیمہ میں تمام عورتوں کو پیچھے رکھا جائے اور مرد سب اہتمام کے ساتھ آگے رہیں، تاکہ عبادت میں یکسوئی رہے۔ اور اختلاط کے نتیجہ میں عبادت اور توجہ الی اللہ کی روح ختم نہ ہو جائے۔ ماشاء اللہ! بعض حجاج ایسا عمل کر لیتے ہیں، گذارش ہے کہ سبھی ایسا عمل کریں۔

سوال: بعض خواتین کو دیکھا گیا ہے کہ منی، عرفات اور مزدلفہ میں اپنے خیمہ میں اتنے زور سے باتیں کرتی ہیں کہ ان کی آوازیں پڑوس کے خیمے والے مرد بھی پوری طرح سنتے ہیں، اُن کا یہ فعل کیسا ہے؟

جواب: عورتوں کو اس کا خاص لحاظ کرنا چاہیے کہ اپنی آواز پست رکھیں، اور زیادہ زور سے بولنے سے پرہیز کریں، بعض فقہا نے عورت کی آواز کو ستر مانا ہے، یعنی پردہ میں شمار کیا ہے۔

سوال: کیا خواتین کے لیے بھی منٰی کی راتوں میں منٰی میں قیام کرنا سنت ہے؟
جواب: جی ہاں! خواتین کے لیے بھی سنت ہے۔

اگر کوئی عورت حدودِ عرفات میں داخل نہ ہوسکی؟:

سوال: ایک خاتون اپنے محرم کے ساتھ عرفات کے لیے روانہ ہوئی، لیکن صحیح معلومات نہ ہونے کی وجہ سے عرفات کے حدود سے باہر بیٹھی رہی اور دعائیں کرتی رہی اور غروب کے بعد مزدلفہ روانہ ہوگئی، اس کا حج ہوگیا یا نہیں؟
جواب: اگر نویں تاریخ کے زوال کے بعد سے دسویں تاریخ کی صبحِ صادق تک عرفات میں داخل نہ ہوسکی تو اس کا اور اس کے محرم کا حج نہ ہوا، کیوں کہ عرفات کی حدود میں یہ دونوں داخل نہ ہوئے، لہٰذا آئندہ سال حج کی قضا کرنا لازم ہے۔
سوال: کیا خواتین مزدلفہ سے صبحِ صادق سے پہلے رات ہی کو منٰی روانہ ہوسکتی ہیں؟
جواب: ہوسکتی ہیں، کچھ حرج نہیں، خواتین اور ضعفا کے لیے رات ہی کو مزدلفہ سے منٰی کی طرف روانہ ہونے کی اجازت حدیث شریف میں وارد ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّهَا قَالَتْ: اِسْتَأْذَنَتْ سَوْدَةُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ تَدْفَعُ قَبْلَهُ وَقَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ، وَكَانَتِ امْرَأَةً ثَبِطَةً يَقُوْلُ الْقَاسِمُ: وَالثَّبِطَةُ الثَّقِيْلَةُ. قَالَ: فَأَذِنَ لَهَا فَخَرَجَتْ قَبْلَ دَفْعِهِ وَحَبَسَنَا حَتّٰى أَصْبَحْنَا فَدَفَعْنَا بِدَفْعِهِ، وَلَأَنْ أَكُوْنَ اِسْتَأْذَنْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَمَا اسْتَأْذَنَتْهُ سَوْدَةُ فَأَكُوْنَ أَدْفَعُ بِإِذْنِهِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ مَفْرُوْحٍ بِهِ.[1]

سوال: عرفات سے بعض خواتین اپنے محرم مردوں کے ساتھ مزدلفہ کے لیے بس میں روانہ ہو جائیں، لیکن راستہ میں اتنا ہجوم تھا کہ صبحِ صادق تک مزدلفہ کے حدود میں داخلہ نہ ہوسکا، سورج نکلنے کے بعد مزدلفہ کے حدود سے گذرنا ہوا تو کیا اس صورت میں ان خواتین پر دم واجب ہے؟

---

[1] رواه مسلم في باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء وغيرهن من مزدلفة إلى منى.

جواب: صورتِ مسئولہ میں ان خواتین پر کوئی دم واجب نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

البتہ ان کے ساتھ جو مرد حضرات تھے ان پر وقوفِ مزدلفہ چھوٹ جانے کی وجہ سے دم واجب ہوگا۔ مردوں میں جو ضعیف اور مریض ہو تو اس پر بھی دم واجب نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

ولو ترك الوقوف بها فدفع ليلًا فعليه دم إلا إذا كان لعلة، أي مرض أو ضعف أي ضعف بنية من كبر أو صغر أو يكون أي الناسك امرأة تخاف الزحام فلا شيء عليه.[1]

تنبیہ: مزدلفہ میں کیوں کہ میدان میں اترنا ہوتا ہے، اس لیے خواتین کو موٹی اور بڑی چادر اوڑھ لینی چاہیے، تاکہ نامحرم مردوں کی نگاہوں سے محفوظ رہیں، اور اگر چھوٹا سا خیمہ لینے کا اہتمام کر لیا جائے تو بہت اچھا ہے، جیسا کہ آج کل چھوٹے موٹے خیمے بآسانی مل جاتے ہیں۔

عذر کی وجہ سے وقوفِ مزدلفہ چھوڑ دینا: اگر کوئی عورت بھیڑ کی وجہ سے واجب وقوفِ مزدلفہ ترک کردے اور صبحِ صادق سے قبل ہی مزدلفہ سے منٰی چلی جائے، تو ایسے عورتوں پر وقوفِ مزدلفہ چھوڑ دینے سے کوئی دم وغیرہ لازم نہ ہوگا:

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي يَزِيْدَ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ ﷄ يَقُوْلُ: أَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ النَّبِيُّ ﷺ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ فِي ضَعَفَةِ أَهْلِهِ.

(تاہم اگر کوئی غیر معذور مرد عورت کے ساتھ کسی وجہ سے وقوفِ مزدلفہ ترک کردے تو اس پر حسبِ قاعدہ جزا لازم ہوگی)۔

مسائلِ حیض ونفاس

حالتِ حیض ونفاس میں احرام سے متعلّقہ مسائل:

سوال: خواتین حیض کے دوران حج کے اور افعال کیسے ادا کریں؟

[1] اللباب مع الشرح: ص ٢١٩

جواب: خواتین حیض میں حج کے سارے افعال ادا کریں، صرف طواف کرنا منع ہے۔
لِقَوْلِهِ ﷺ: اِفْعَلِي مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوْفِي بِالْبَيْتِ.[1] وفي "الغنية" متمسكا بهذا الحديث: وحيضها لا يمنع نسكًا إلا الطواف. (ص ٩٥)
اور سعی کیوں کہ طواف کے تابع ہے، اس لیے طواف سے پہلے سعی کرنا بھی درست نہیں ہے، اور نماز تو اس حالت میں معاف ہے ہی، چاہے حج ہو یا غیر حج۔
سوال: جو خاتون حالتِ حیض میں ہو تو وہ احرام کیسے باندھے؟
جواب: احرام کا ارادہ ہو اور حیض آرہا ہو تو غسل کرکے قبلہ رخ بیٹھ کر چہرہ سے کپڑا ہٹا کر، عمرہ یا حج کی نیت کرلے، اور تین بار لبّیک پڑھے اگرچہ ایک مرتبہ لبّیک پڑھنے سے بھی احرام میں داخل ہوجائے گی۔ اور یہ غسل غسلِ نظافت ہے جو احرام باندھتے وقت حالتِ حیض ونفاس میں بھی مستحب ہے، رسول اکرم ﷺ نے حضرت اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا کو غسل کرنے کے لیے فرمایا تھا، جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث شریف میں ہے کہ
حَتَّى أَتَيْنَا ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلَدَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ أَصْنَعُ؟ قَالَ: اِغْتَسِلِي وَاسْتَثْفِرِي بِثَوْبٍ وَأَحْرِمِي.[2]
اگر غسل کرنے کا موقع نہ ہو تو صرف وضو کرلے، پھر حج یا عمرہ کی یا دونوں کی اکٹھی نیت کرکے لبّیک پڑھ لے: فلو حاضت قبل الإحرام اغتسلت وأحرمت، وشهدت جميع المناسك إلا الطواف والسعي.[3] غسل نہ کرنے کی وجہ سے کوئی گناہ نہ ہوگا۔
فائدہ: حج وعمرہ کی اکٹھی نیت کرنے سے حجِ قران ہوتا ہے، اس میں (دمِ شکر) قربانی واجب

---

[1] موطأ: ص ٤١١، وصحيح البخاري: ١/٨١
[2] رواه مسلم، كتاب الحج في باب حجة النبي ﷺ: برقم الحديث: ٢١٣٤
[3] غنية الناسك: ص ٩٤

ہوتی ہے۔ اور حجِ تمتّع یہ ہے کہ پہلے عمرہ کا احرام باندھے، پھر عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد بال کاٹ دے، پھر مکّہ مکرمہ سے آٹھویں ذی الحجہ کو احرام باندھے اور اس میں بھی (دمِ شکر) قربانی واجب ہوتی ہے۔ اور اس قربانی کو عربی میں هدي کہتے ہیں، اور مال والی قربانی جس کا تعلّق حج سے نہیں ہے اس کو عربی میں أضحية کہتے ہیں، دونوں الگ الگ ہیں خوب سمجھ لیں۔

سوال: آج کل قافلے (گروپ) والے مدینہ منورہ سے دوبارہ عمرہ کے لیے جاتے ہیں، اور عمرہ کرنے کے بعد جدہ سے ان کی اپنے وطن واپسی ہوتی ہے، ایسی صورت میں وہ خواتین جو حالتِ حیض میں ہوں وہ کیا کریں؟

جواب: یہ خواتین مدینہ منورہ سے ڈائریکٹ جدہ جائیں مکّہ مکرمہ نہ جائیں۔

سوال: ایسی خواتین اگر اپنے قافلہ کے ساتھ مکّہ مکرمہ جانے پر مجبور ہوں اور انتظامیہ کے تحت ان کا یہ سفر ہو تو کیا کریں؟

جواب: ایسی خواتین کو چاہیے کہ مدینہ منورہ میں رہیں، جب اپنے وطن جانے کا وقت آجائے تو ڈائریکٹ جدہ چلی جائیں، عمرہ تو پہلے کر ہی چکی ہیں۔ لہٰذا اگر مکّہ مکرمہ دوبارہ نہ گئیں تو کیا مضائقہ ہے؟ لہٰذا مدینہ منورہ سے جدہ جا کر اپنے وطن روانہ ہو جائیں۔

سوال: ایک عالم ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ جو عورت مدینہ منورہ سے مکّہ مکرمہ جاتے وقت حالتِ حیض میں ہے اور وہ اپنے قافلے کے ساتھ مکّہ مکرمہ جانے پر مجبور ہے، اور اس کا محرم مکّہ مکرمہ میں انتظار کرنے کو تیار نہیں، اس عورت کو پاکی سے پہلے ہی وہ سفر کرنے پر اصرار کر رہا ہے تو ایسی عورت کو گناہ سے بچنے کے لیے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک پر عمل کرنے کی گنجائش ہے:

لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا وَقَّتَ الْمَوَاقِيْتَ قَالَ: هُنَّ لَهُنَّ وَلِكُلِّ آتٍ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِمْ مِمَّنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ.[1] والمفهوم المخالف معتبر عند الشافعي رحمه الله.

[1] صحيح البخاري: ٢/٦٥٥

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ جو آدمی عمرہ کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو مکہ مکرمہ جانے کے لیے اس پر احرام باندھنا لازم نہیں۔

جواب: ہاں! اگر ایسی خاتون جو کہ اضطراری کیفیت میں ہے کہ نہ تو وہ مدینہ میں ٹھہر سکتی ہے اور نہ جدہ میں اس کے ٹھہرنے کا کوئی انتظام ہے، اور اس کا محرم بھی اس خاتون کے پاک ہونے تک ٹھہرنے کو تیار نہیں، اور جانے پر اصرار کر رہا ہے۔ تو اس حالت میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک پر عمل کرنے کی گنجائش ہے، تاکہ گناہ سے بچ جائے، لیکن احتیاطاً دوبارہ حاضری میسّر ہونے پر ایک عمرہ میقات سے قضا کی نیت سے کرلیا جائے، تو عمرہ کی قضا کر لینے سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی تلافی ہو جائے گی، دم بھی معاف ہو جائے گا۔ اور اگر پوری زندگی عمرہ کا موقع نہ ملا تو اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ گرفت نہ ہوگی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

حجِ قران کرنے والی اور حجِ تمتّع کرنے والی حائضہ جو کہ وقوفِ عرفہ تک پاک نہ ہو سکے اس کا مسئلہ:

سوال: ایک خاتون نے حجِ قران کا احرام باندھا یا حجِ تمتّع کی نیت سے عمرہ کا احرام باندھا، پھر حیض آ گیا یا جب احرام باندھا تھا اس وقت حالتِ حیض میں تھی اور امید تھی کہ وقوفِ عرفہ سے پہلے پاک ہو جائے گی اور عمرہ ادا کرلے گی، لیکن وقوفِ عرفہ کا وقت آ گیا اور ابھی تک پاک نہ ہو سکی، جس کی وجہ سے عمرہ کی ادائیگی سے قاصر رہی تو ایسی خاتون کے بارے میں مسئلہ کی وضاحت فرمائیں کہ وہ اب کیا کریں؟

جواب: ایسی صورت میں رفضِ عمرہ کرے، یعنی عمرہ کو چھوڑ دے اور متمتعہ عمرہ کے احرام سے نکلنے کے لیے سر کے بال کھول کر کنگھی کرلے جیسا کہ حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا میں ہے، پھر حج کا احرام باندھ کر عرفات روانہ ہو جائے، اور حج کے تمام افعال کرتی رہے، سوائے طواف اور سعی کے (کیوں کہ سعی طواف کے تابع ہوتی ہے، طواف سے پہلے نہیں ہو سکتی) اور پاک ہونے کے بعد غسل کر کے طوافِ زیارت اور سعی کرے، اور یہ حج

اس کا افراد ہوگا، لہٰذا تمتّع کی قربانی اس پر لازم نہ ہوگی۔ پھر ۱۳ ر ذی الحجہ کے بعد اپنے چھوڑے ہوئے عمرہ کی قضا کرے، اور رفضِ عمرہ (یعنی جو عمرہ ترک کیا تھا) کی وجہ سے ایک دمِ جنایت بھی دینا ہوگا۔

قال الإمام محمد بن الحسن في "موطئه" بعد روايات ابن عمر رضي الله عنهما: فإن كانت أهلت بعمرة فخافت فوت الحج فلتحرم بالحج وتقف بعرفة وترفض العمرة، فإذا فرغت من حجها قضت العمرة كما قضتها عائشة رضي الله عنها وذبحت ما استيسر من الهدي. بلغنا: أن النبي ﷺ ذبح عنها بقرة.[1] وانظر "معارف السنن": ٣٦٣/٦.

وروى ابن أبي شيبة بإسناد صحيح عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: تقضي الحائض المناسك كلها إلا الطواف بالبيت وبين الصفا والمروة. السعي مسبوق بالطواف فإذا لم تطف لم تسع لا لأجل اشتراط الطهارة للسعي بل لعدم سبق الطواف. وفيه ٣٦٣/٦: إن كانت أهلت بعمرة فخافت فوت الحج فلتحرم بالحج وتقف بعرفة وترفض العمرة، فإذا فرغت من حجها قضت العمرة كما قضتها (السيدة) عائشة رضي الله عنها وذبحت ما استيسر من الهدي.

وفي "إعلاء السنن" ٣١٨/١٠-٣٢٠ قديم: عن عائشة رضي الله عنها قالت: خرجنا مع النبي ﷺ في حجة الوداع، فأهللنا بعمرة، فقدمت مكة، وأنا حائض، ولم أطف بالبيت ولا بين الصفا والمروة، فشكوت ذلك إلى النبي ﷺ فقال: انقضي رأسك وامتشطي وأهلي بالحج ودعي العمرة، ففعلت فلما قضينا الحج أرسلني النبي ﷺ مع عبد الرحمن بن أبي بكر رضي الله عنه إلى التنعيم، فاعتمرت فقال ﷺ: هَذِهِ مَكَانُ عُمْرَتِكِ.

وفيه أيضًا ٣٢٠/١٠: عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَبَحَ لِرَفْضِهَا

[1] موطأ إمام محمد رحمه الله

الْعُمْرَةَ دَمًا. وفي "صحيح مسلم" عن جابر ﷺ: نحر رسول الله ﷺ عن عائشة ﷺ بقرة يوم النحر. وبهذا يجمع بين هذا الحديث وبين ما روى هشام عن أبيه عن عائشة ﷺ: فقضى الله حجها وعمرتها، ولم يكن في شيء من ذلك هدي ولا صدقة ولا صوم، رواه البخاري، فإنها لم تكن قارنة بل قدمت مكة مهلة بالعمرة متمتعة ثم تعذرت عليها أفعال العمرة؛ لحيضها فرفضتها وأبطلت متعتها وأهلت بالحج مفردة، ثم اعتمرت بعد الحج قضاء لعمرتها المفروضة، فقضى الله حجها وعمرتها، ولم يكن في شيء من ذلك هدي ولا صدقة ولا صوم؛ لأنه لما بطلت المتعة سقط عنها هديها، ولا يلزم من سقوط هدي المتعة سقوط دم الرفض، فإنه دم جناية يجب جبرًا للنقصان، ولا ينوب عنه الصدقة ولا الصيام بخلاف هدي المتعة. وينظر في "المرقاة": ٥/٢٩٦، وكذا "عمدة القاري": ٣/٢٨٩، وكذا "فتح الملهم".

فائدہ: اور قارنہ کے لیے بھی یہی حکم ہے کہ وہ بھی رفضِ عمرہ کرے، یعنی عمرہ کو چھوڑ دے اور کیوں کہ قارنہ کا حج وعمرہ کا اکٹھا احرام ہوتا ہے، اس لیے سر کھول کر کنگھی نہ کرے یعنی عمرہ کا احرام ختم کرنے کے لیے کوئی ایسا عمل جو مخالفِ احرام ہو کرنے کی ضرورت نہیں، صرف عمرہ کو چھوڑنے کی نیت کرنے کے بعد حج کے افعال ادا کرلے اور حج کے بعد چھوڑے ہوئے عمرہ کی قضا کرے اور ایک دم دے اور یہ اس کا حجِ افراد ہوگا، قران نہ ہوگا اور یہ دمِ قران نہیں بلکہ دمِ جبر ہے، هكذا عند الإمام أبي حنيفة ﷫، والله تعالى أعلم.

ایسی خواتین کے لیے ایک احسن طریقہ: مشورہ: ایسی خواتین کو اپنے ملک سے سفر کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے اور ایسے دنوں میں ٹکٹ اوکے کرانا چاہیے کہ ایامِ حیض سے پاک ہونے کے بعد ان کو اتنا وقت مل سکے کہ عمرہ وزیارت کا پورا پروگرام ایامِ طہارت میں گذرے، ہر عورت کو اپنی حالت معلوم ہوتی ہے۔ اور عموماً خواتین مہینے میں تین ہفتے پاکی کی حالت میں

رہتی ہیں، لہٰذا عمرہ وزیارت میں پاکی کی حالت کا خیال رکھنا چاہیے، یہ تو ایک مشورہ کی بات ہے۔ اور جواب یہ ہے کہ ایسی خواتین جو کہ ایامِ حیض میں ہیں اور انتظامیہ اور قافلے کے ساتھ مربوط ہونے کی وجہ سے مکّہ مکرمہ جانا ہے تو یہ احرام باندھ کر جائیں، اور مکّہ مکرمہ میں پاکی کا انتظار کریں جب پاک ہو جائیں تو عمرہ ادا کریں، پھر اپنے ملک روانہ ہوں، کیوں کہ آفاقی کے لیے (جو مواقیت سے باہر ہے) بلا احرام مکّہ مکرمہ داخلہ جمہور ائمہ کے نزدیک جائز نہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَا تَجَوَّزُوْا الْوَقْتَ إِلَّا بِإِحْرَامٍ.[1]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بغیر احرام میقات تجاوز نہ کرو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّهُ قَالَ: مَا يَدْخُلُ مَكَّةَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِهَا وَلَا مِنْ غَيْرِ أَهْلِهَا إِلَّا بِإِحْرَامٍ. ورواه إسماعيل بن مسلم عن عطاء، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: فَوَاللّٰهِ، مَا دَخَلَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا.[2]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں: اہلِ مکّہ یا غیر اہلِ مکّہ کسی کو بھی بغیر احرام کے مکّہ مکرمہ میں داخل ہونا جائز نہیں۔ اور اسماعیل بن مسلم نے حضرت عطاء سے روایت کیا کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکّہ میں نہیں داخل ہوئے، مگر حج یا عمرہ کے ارادہ سے، اور فتح مکّہ میں بلا احرام داخل ہونا ضرورتاً تھا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَا تُجَاوِزِ الْمُوَقَّتَ إِلَّا بِإِحْرَامٍ.[3]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بغیر احرام کے میقات تجاوز نہ کرو۔

لہٰذا محرم کو چاہیے کہ اپنی ایسی خاتون کا لحاظ کرے اور اس کی رعایت کرے، سیٹ مؤخر کرائے اور اس میں جو پیسے خرچ ہوں گے وہ اللہ کے راستہ میں ہوں گے، اس کا بڑا اجر و ثواب ملے گا۔ اور حرم کی ایک نیکی کا ثواب اللہ تعالیٰ سے ایک لاکھ نیکیوں کے ملنے کی امید

[1] المعجم الكبير: ۴۳۵/۱۱ [2] سنن البيهقي الكبرى: ۱۷۷/۵

[3] رواه الطبراني في "الكبير" وفيه خصيف وفيه كلام، وقد وثقه جماعة. مجمع الزوائد: ۲۱۶/۳

رکھے، ایسی خواتین کے جو محرم ہیں ان کو مکّہ مکرمہ ٹھہرنے کا، نماز پڑھنے کا، اور طواف کرنے کا، مسجدِ حرام میں مزید وقت گذارنے کا، اور کعبہ شریف کو دیکھ کر اپنی نیکیوں میں اضافہ کرنے کا، اور مقام کے پاس نماز پڑھنے کا اور ملتزم پر دعائیں کرنے کا، اور حطیم میں عبادت کرنے کا موقع میسّر ہوگا، جو بڑی خوش نصیبی کی بات ہے۔ لہٰذا اس کو غنیمت جانیں اور اپنی خاتون کو بغیر عمرہ کرائے بھاگنے کی کوشش نہ کریں۔ اور اگر ایسی عورت کا محرم آخرت کے فوائد بھلادے اور ٹھہرنے کو تیار نہ ہو تو یہ عورت مجبور ہے، اگر وہ بلا احرام مدینہ منورہ سے مکّہ مکرمہ چلی گئی تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس پر گناہ نہیں ہوگا، لقوله تعالى: ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾[1] اور آئندہ زندگی میں جب بھی موقع ملے تو کسی بھی میقات سے احرام باندھ کر عمرہ کی قضا کرلے۔

حالتِ حیض ونفاس میں دعا کی نیت سے قرآنی آیات پڑھنا:

سوال: حیض ونفاس کی حالت میں قران کی آیات پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: خواتین حیض ونفاس کی حالت میں قرآن مجید کی کوئی آیت تلاوت کی نیت سے نہیں پڑھ سکتیں، البتہ قرآن پاک کی وہ آیات جن میں دعا یا اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا ہو ان کو دعا اور ذکر کی نیت سے پڑھنا جائز ہے۔ جیسے یہ دعا: ﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِO﴾[2]

اور یہ دعا: ﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ج﴾[3] آخر تک جو سورۂ بقرہ کے آخر میں ہے، یا اور کوئی دعا جو قرآن شریف میں آئی ہے، دعا کی نیت سے سب کا پڑھنا درست ہے۔

''فتاوی ہندیہ'': ۱/ ۳۸ میں ہے: فلو قرأت الفاتحة على وجه الدعاء أو شيئا من الآيات التي فيها معنى الدعاء ولم ترد القراءة لا بأس.[4] اور آیتِ کریمہ: ﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ق اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَO﴾[5] بھی ذکر کی نیت سے پڑھ سکتیں ہیں، تلاوت کی نیت سے نہیں۔

[1] التغابن: ١٦ [2] البقرة: ٢٠١ [3] البقرة: ٢٨٦ [4] شامي: ٢٤٣/١ [5] الأنبياء: ٨٧

حالتِ حیض ونفاس وجنابت کی حالت میں قرآنی آیات کو چھونے کی ممانعت:

سوال: آپ نے ابھی یہ بتایا کہ قرآنی وہ آیات جن میں دعائیں ہیں ان کو حیض ونفاس والی خواتین کے لیے بطور ذکر ودعا پڑھنا جائز ہے، لیکن ان کو ہاتھ لگانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: خواتین حیض ونفاس کی حالت میں ایسے اوراق نہ پکڑیں جن میں آیاتِ قرآنیہ لکھی ہوئیں ہوں۔ ہاں! اگر ایسے اوراق ہوں یا ایسی کتاب ہو جس میں زیادہ تر احادیث مبارکہ کی دعائیں ہوں یا شرح وتفسیر زیادہ ہے اور آیاتِ قرآنیہ کم ہوں تو ایسے اوراق یا کتاب کو بغیر وضو یا مخصوص ایام میں ہاتھ لگا سکتی ہیں بشرطے کہ اس جگہ ہاتھ نہ لگے جہاں آیت یا قرآنی دعاؤں کے حروف لکھے ہیں، کیوں کہ قرآن کریم کو بلا وضو چھونا منع ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ﴾[1]

ترجمہ: اسے نہیں چھوتے مگر پاکیزہ نفوس۔[2]

اور یہ فرشتوں کی صفت ہے۔ اور بنی آدم کے بارے میں حدیث شریف میں قرآن پاک کو بلا طہارت چھونے کی ممانعت آئی ہے۔

وَفِي الْكِتَابِ الَّذِي كَتَبَهُ النَّبِيُّ ﷺ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ: وَلَا يَمَسُّ الْقُرْآنَ إِلَّا طَاهِرٌ.[3]

حالتِ حیض ونفاس اور جنابت کی حالت میں مسجد میں داخلہ کی ممانعت:

سوال: حیض ونفاس کی حالت میں مسجد میں داخل ہونے کا کیا حکم ہے؟

جواب: خواتین حیض یا نفاس میں ہوں یا جس (مرد یا عورت) پر نہانا واجب ہو، اس کو مسجدِ حرام یا مسجدِ نبوی شریف یا کسی بھی مسجد میں جانا جائز نہیں، اور بیت اللہ شریف کا طواف کرنا اور قرآن شریف کا پڑھنا اور اس کا چھونا بھی جائز نہیں ہے۔

---

[1] الواقعة: ۷۹ [2] أنوار البيان: ۳۰۰/۵

[3] أخرجه البيهقي في "السنن الصغرى": ۴۳۶/۲

خواتین کے لیے بحالتِ سفر نماز کے اتمام اور قصر کے مسائل:

سوال: کیا مردوں کی طرح خواتین بھی نماز میں قصر کریں گی اور اُن کے مسافر ہونے کے لیے اور کیا شرط ہے؟

جواب: جی ہاں! خواتین بھی بحالتِ سفر نماز میں قصر کریں گی، اور خواتین کے مسافر ہونے اور ان کے لیے قصر جائز ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ بوقتِ سفر حیض ونفاس سے پاک ہوں۔ چناں چہ

۱۔ کسی خاتون نے اڑتالیس میل یعنی ۷۷.۲۴ کلومیٹر یا اس سے زائد مسافت پر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت سے حیض ونفاس کی حالت میں سفر شروع کیا، یا اڑتالیس میل طے ہونے سے پہلے اس کو حیض ونفاس کا خون جاری ہوگیا، اب منزلِ مقصود پر پہنچ کر پاک ہوتی ہے تو پاک ہونے کے بعد اس منزلِ مقصود پر قیام کے دوران اس کے لیے قصر کرنا جائز نہ ہوگا، بلکہ پوری نماز یعنی چار رکعت پڑھنا ضروری ہوگا۔

۲۔ اور اگر اثنائے سفر حیض ونفاس سے پاک ہوگئی اور منزلِ مقصود تک پہنچنے میں اڑتالیس میل یعنی تقریباً سوا ستتر (۷۷.۲۴ کلومیٹر) کا سفر باقی ہے تو اس صورت میں قصر کرے گی۔ اور اگر منزلِ مقصود تک پہنچنے میں اڑتالیس میل سے کم سفر باقی ہے تو قصر نہیں کرے گی۔ اور واپسی کے وقت راستہ میں قصر پڑھے گی۔[۱]

کسی حجن کو طوافِ زیارت کرنے سے پہلے حیض آگیا اور قافلہ روانہ ہونے لگے تو کیا کرے؟:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت طوافِ زیارت سے قبل حائضہ ہوگئی۔ ابھی پاک نہیں ہوئی تھی کہ اتنے میں روانگی کی تاریخ آگئی۔ طواف کیے بغیر ہی واپس وطن آگئی۔ اس کے حج کا کیا حکم ہے؟ اس کی شرعاً کوئی تلافی ہوسکتی ہے یا کہ نہیں؟

---

[۱] تاتارخانیہ: ۲/۱۵

جواب: پاک ہونے تک ٹھہرنا لازم تھا، ایسی صورت میں سفر کو مؤخر کر کے سیٹ آگے کروانا ضروری تھا، عورت کے ذمہ دار لوگوں کو چاہیے تھا کہ اس مسئلہ کی نزاکت کو سمجھتے، مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے بہت سی مستورات حج کی ادائیگی سے محروم رہ جاتی ہیں، مصارف اور سفری صعوبتیں برداشت کرنے کے باوجود ان کا حج نہیں ہوتا۔ طوافِ زیارت چھوڑ کر واپس چلی جاتی ہیں۔ طوافِ زیارت فرض ہے، اس لیے جو حائضہ عورت طوافِ زیارت کیے بغیر واپس آگئی ہے۔ اس کے حج کا ایک فرض چھوٹ گیا، لہٰذا اس کا حج صحیح نہیں ہوا اور اس کا احرام ابھی باقی ہے، یعنی اس کے لیے میاں بیوی والے خصوصی تعلّقات حرام ہیں، لہٰذا اب اس پر لازم ہے کہ اسی احرام کے ساتھ واپس مکّہ مکرمہ جا کر طوافِ زیارت کرے۔

اس مسئلہ میں مرد وعورت دونوں کا حکم یکساں ہے، یعنی مرد ہو یا عورت جو بھی طوافِ زیارت چھوڑ کر چلا جائے اس کا حج نہیں ہوگا، اور اس کے لیے میاں بیوی کے خصوصی تعلّقات بھی حلال نہیں ہوئے۔ درمختار میں ہے:

وبترك أكثره بقي محرمًا أبدًا في حق النساء حتى يطوف... إلخ۔[1] اس پر علامہ شامی فرماتے ہیں کہ فإن رجع إلى أهله فعليه حتمًا أن يعود بذلك الإحرام ولا يجزئ عنه البدل۔ اور اگر حج کی سعی نہیں کی تھی تو وہ سعی بھی کرے۔ اور ایسی حائضہ عورت سے اگر اس کے خاوند نے مجامعت بھی کی تو ایک بکرا بھی بطورِ کفارہ حدودِ حرم میں ذبح کرنا واجب ہے جب کہ بال کٹوا لیے ہوں، اور اگر بال کٹوانے اور طوافِ زیارت کرنے سے پہلے جماع کرلیا تو ایک اونٹ یا ایک گائے حدودِ حرم میں بطور کفارہ ذبح کرنا لازم ہوگا۔ طوافِ زیارت کرنے سے پہلے متعدد بار شوہر کے ساتھ مجامعت ہوئی اور مختلف مجالس میں ہوئی تو ہر دفعہ کا دم واجب ہوگا۔ اِلّا یہ کہ اس نے احرام ختم کرنے کی نیت سے ارتکابِ محظور کیا ہو اور مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے اپنے آپ کو حلال سمجھ رہی ہو تو دوسری مرتبہ جماع کی وجہ سے کچھ واجب نہ

[1] الدر المختار: ۲/۲۰۶

ہوگا، لیکن احرام ختم کرنے کی نیت جاہل کے حق میں معتبر ہوگی، اور جس کو مسئلہ معلوم ہے اس کے حق میں معتبر نہ ہوگی۔

في "الدر المختار" باب الجنايات: (إلا أن يقصد الرفض). وفي "رد المحتار" تحته: وفي "اللباب" ص ٤١١:

واعلم أن المحرم إذا نوى رفض الإحرام أي قصد ترك الإحرام بمباشرة المحظور على وفق ظنه فجعل يصنع ما يصنعه الحلال من لبس الثياب والتطيب والحلق والجماع وقتل الصيد، فإنه لا يخرج بذلك من الإحرام، وعليه أن يعود كما كان محرمًا، ويجب دم واحد لجميع ما ارتكب ولو فعل كل المحظورات، وإنما يتعدد الجزاء بتعدد الجنايات إذا لم ينو الرفض. ثم نية الرفض إنما تعتبر ممن زعم أنه خرج منه بهذا القصد لجهله مسألة عدم الخروج، وأما من علم أنه لا يخرج منه بهذا القصد فإنها لا تعتبر منه.

وفي "الدر المختار" (٢/٢١٢): ووطؤه بعد وقوفه لم يفسد حجه، وتجب بدنة وبعد الحلق قبل الطواف شاة؛ لخفة الجناية.

اوراگر بالفرض پاک ہونے تک عورت کا ٹھہرنا کسی طرح ممکن نہ ہو، اس کا قافلہ روانہ ہورہا ہواور اسی حالت میں عورت نے طواف کرلیا تو اس کا طوافِ زیارت ادا ہو جائے گا، مگر دورکعت واجب الطواف پاک ہونے تک نہ پڑھے۔ پاک ہونے کے بعد کہیں بھی پڑھ لے، اور اگر حج کی سعی پہلے ادا نہ کی تھی تو اب طوافِ زیارت کے بعد سعی بھی کرے، طواف کرنے کے لیے پیمپر مضبوط انداز میں باندھ لے، حائضہ عورت نے چوں کہ یہ طواف ناپاکی کی حالت میں کیا ہے، اس لیے بطور کفارہ اس پر ایک اونٹ یا ایک گائے کا حدودِ حرم میں ذبح کرنا لازم ہے، تاکہ نقصان کی تلافی ہو سکے، علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ سے خوب استغفار کرے اور توبہ کرے، کیوں کہ اس حالت میں جو اس نے طواف کیا ہے اس سے گناہ کا ارتکاب ہوا ہے۔

"شامیہ" میں ہے:

نقل بعض المحشين عن منسك ابن أمير حاج: لو همّ الركب على القفول ولم تطهر فاستفتت هل تطوف أم لا؟ قالوا: يقال لها: لا يحل لك دخول المسجد، وإن دخلت وطافت أثمت، وصح طوافك وعليك ذبح بدنة. وهذه مسألة كثيرة الوقوع يتحير فيها النساء. (۱۸٤/۲) فقط والله أعلم.[1]

تنبیہ: کوئی مفتی حالتِ حیض میں طواف کرنے کا مشورہ نہیں دے سکتا، کیوں کہ یہ گناہ کبیرہ ہے۔ البتہ یہ کہہ سکتا ہے کہ اگر اس نے اس حالت میں طواف کرلیا تو اس کا حکم یہ ہے جو اوپر بیان ہوا، کیوں کہ طواف چھوڑ کر اپنے وطن چلے جانا تو اور زیادہ برا ہے، کیوں کہ حج کے رکن کو چھوڑنے سے حج نہ ہوگا اور میاں بیوی کے تعلّقات بھی جائز نہیں ہوں گے۔

مسئلہ: اگر کسی عورت نے عمرہ کا طواف حالتِ حیض یا نفاس میں کرلیا تو اس پر ایک دم یعنی حدودِ حرم میں بطور کفارہ کے ایک بکرا ذبح کرنا لازم ہے۔ اور اگر اس طواف کو پاکی کی حالت میں دوبارہ کیا تو کفارہ معاف ہوجائے گا، طواف لوٹانے کے ساتھ ساتھ توبہ و استغفار بھی کرے:

ولو طاف للعمرة كله أو أكثره أو أقله ولو شوطًا جنبًا أو حائضًا أو نفساء أو محدثا، فعليه شاة.[2]

دواؤں کے ذریعہ حیض روکنے کے مسائل:

سوال: عورت کو یہ خطرہ ہے کہ طوافِ زیارت یا طوافِ عمرہ کے زمانہ میں حیض آجائے گا، اور وہ اپنے قافلے کی روانگی سے پہلے پاک نہ ہوسکے گی، اور اس کے قافلے والے اس کی وجہ سے رک نہیں سکتے تو کیا اس وجہ سے وہ مانعِ حیض دوا استعمال کرسکتی ہے؟

جواب: مانعِ حیض دوا کا استعمال صحت کے لیے مضر ہے، لہٰذا اس سے بچنا چاہیے، لیکن صورتِ مسئولہ میں کیوں کہ ایک دینی مصلحت ہے اس لیے ایسی دوا کو استعمال کرنے میں کوئی

[1] خير الفتاوى: ١٧٨/٤ بتصرف [2] غنية الناسك: ص ٢٧٦

حرج نہیں۔ حضرات فقہا رحمۃ اللہ علیہم نے حیض جاری کرنے کے لیے دوا کا استعمال عدت پوری کرنے کی مصلحت سے جائز فرمایا ہے، اس سے صورتِ مسئولہ میں حیض بند کرنا بھی ایک مصلحت ہے تو یہ بھی جائز ہے جیسا کہ ''فتاوی دارالعلوم زکریا'' میں (۱/۵۲۹) فقہا کی مندرجہ ذیل عبارت سے اخذ کیا ہے: وقال في "السراج" سُئِلَ بعض المشايخ عن المرضعة: إذا لم ترحيضًا فعالجته حتى رأت صفرة في أيام الحيض، قال: هو حيض تنقضي به العدة.[1]

مانع حیض دوا استعمال کرنے سے متعلّق چند حالتیں:

حالت نمبر-۱: عورت نے اگر مانعِ حیض دوا خون آنے سے پہلے ہی استعمال کر لی، تا کہ وہ طوافِ زیارت یا طوافِ عمرہ کر سکے اس دوا کے استعمال سے اس کا خون مکمّل طور سے بند رہا یہاں تک کہ اس نے طواف مکمّل کر لیا تو اس کا طواف درست ہو گیا۔

حالت نمبر-۲: ایک عورت نے خون آنے کے بعد دواؤں کے ذریعہ اس خون کو روک دیا، اس کے بعد اس عورت نے طواف کر لیا، پھر عادت کے ایام میں خون آ گیا، یا دس دن کے اندر اندر خون آ گیا اور پھر دس دن کے اندر اندر ہی خون بند ہو گیا تو یہ حیض کا خون شمار ہو گا اور یہ سمجھا جائے گا کہ حالتِ حیض ہی میں اس عورت نے طواف کیا ہے، کیوں کہ یہ طہرِ فاسد کے حکم میں ہے، لہٰذا اس حالت میں طوافِ زیارت کرنے کی وجہ سے بطور کفارہ اونٹ یا گائے ذبح کرنا لازم ہو گا، اور اگر طوافِ عمرہ یا طوافِ قدوم اس حالت میں کیا ہے تو بطور کفارہ ایک بکرا ذبح کرنا ہو گا:

(ولو انقطع دمها) أي دم الحائض (بدواء أو لا) أي لا بدواء (أو لم ينقطع) أي بالكلية (اغتسلت أو لا) أي أو ما اغتسلت (وطافت، ثم عاد دمها في أيام عادتها يصح طوافها، ولزمها بدنة، وكانت عاصية) أي من وجهين: لدخول المسجد ونفس الطواف (وعليها أن تعيده

[1] رد المحتار: ۱/۴۰۳

طاهرة) أي من الحدثين (فإن أعادته سقط ما وجب) أي من البدنة، وعليها التوبة من جهة المعصية ولو مع البدنة.[١]

مسئلہ: کفارہ کے طور پر جو اونٹ یا گائے یا بکرا ذبح کیا جائے گا اس کا حدودِ حرم میں ذبح کرنا ضروری ہے، ورنہ کفارہ ادا نہ ہوگا۔ اور اس کا گوشت خود نہیں کھا سکتی ہے، یہ فقرائے حرم کا حق ہے، اگر حدودِ حرم میں ذبح کر کے حدودِ حرم سے باہر فقرا کو دے دیا تو بھی ادا ہو گیا۔

الثالث: ذبحه في الحرم بالاتفاق، سواء وجب شكرًا أو جبرًا، سوى الهدي الذي عطب في الطريق..... السابع: التصدق به على فقير، فلو أعطاه لغني لم يجز بخلاف الفقير فإنه إذا أخذه ووهبه لغني أو باعه إياه جاز ..... فلو تصدق به على غير فقراء الحرم أو أخرجه أي لحمه من الحرم بعد ذبحه في الحرم فتصدق به في خارج الحرم، سواء على فقراء الحرم أو غيرهم جاز، وفقراء الحرم أفضل إلا أن يكون غيرهم أحوج.[٢]

فائدہ: اگر پاک ہونے کے بعد ان طوافوں کا اعادہ کر لیا تو کفارہ ذمہ سے ساقط ہو جائے گا، یعنی معاف ہو جائے گا۔

تنبیہ: حالتِ حیض ونفاس وجنابت یا بلا وضو طواف کرنا ایک قسم کی معصیت بھی ہے، اس لیے اعادہ کے ساتھ استغفار وتوبہ کرنا بھی لازم ہے، اور اگر اعادہ نہیں کیا تو جو اس کی جزا ہے وہ بھی ادا کرے اور اس کے ساتھ ساتھ استغفار وتوبہ بھی کرے۔

حالت نمبر-٣: مانعِ حیض دواؤں کے استعمال کے باوجود ٧٢ گھنٹے یا اس سے زائد زمانہ تک بار بار خون کا دھبہ آیا ہے تو بالاتفاق عورت حالتِ حیض میں شمار ہوگی[٣] اس درمیان میں اگر طواف کرے گی تو جزا لازم ہوگی، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

تنبیہ: ہم نے یہ تین صورتیں لکھ دی ہیں، اس کے علاوہ اگر کوئی صورت پیش آئے تو مفتیانِ کرام سے رجوع کریں۔

---

[١] شرح اللباب: ص ٣٥٠ [٢] اللباب مع الشرح: ص ٣٩٣-٣٩٦ [٣] هداية

فائدہ: اگر اونٹ یا گائے ذبح کرنے یا بکرا ذبح کرنے کے پیسے نہ ہوں تو اگر باسانی قرض مل جائے اور ادا کرنے کے اسباب بھی نظر آرہے ہوں تو قرض لے کر یہ واجب ادا کرے، اور قرض نہ مل سکے یا قرض مل رہا ہو، لیکن ادائیگی کی کوئی صورت سامنے نہ ہو تو جب پیسوں کا انتظام ہو جائے حدودِ حرم میں کسی کو پیسے بھجوا کر مذکورہ بالا طریقہ پر ذبح کروا دے۔ اکثر خواتین کے پاس زیور ہوتا ہے، وہ اس زیور کی وجہ سے استطاعت رکھتی ہیں، لہٰذا جس کے پاس زیور ہے وہ حسبِ تفصیل مذکورہ اونٹ یا گائے یا بکرا ذبح کرانے میں دریغ نہ کرے۔ دنیا کی محبت دین پر غالب نہ آنے دے، اپنی آخرت کی فکر کرے۔

یہ کفارہ ادا کرنے کی مذکورہ صورتیں جو تحریر کیں ہیں بہتری کے لیے ہے، ورنہ یہ کفارے فوری طور پر دینا ضروری نہیں، بلکہ علی التراخی واجب ہیں، تاخیر سے بھی ادا ہو جاتے ہیں۔

کسی عورت کو مسلسل خون آتا رہے تو اس کا حکم:

سوال: بعض خواتین کو مانعِ حیض دوائیں استعمال کرنے کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے کہ ایک دو ماہ یا اس سے بھی زیادہ تھوڑا تھوڑا خون آتا رہتا ہے تو ان خواتین کے لیے اس حالت میں نماز و روزہ اور طواف کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس خون کو ''استحاضہ'' کہا جائے گا جس کا حکم یہ ہے کہ اس عورت کے جو ہر مہینہ ایامِ حیض ہیں ان ایام میں اس خون کو حیض شمار کیا جائے گا اور دوسرے ایام میں اس کو استحاضہ (بیماری) کا خون شمار کیا جائے گا، ایامِ استحاضہ میں نماز پڑھنا ضروری ہے، اور طواف اور تلاوت بھی کر سکتی ہے۔

حیض و نفاس کے بارے میں ایک عام قاعدہ: حیض کی اقلِ مدت تین دن اور تین رات ہے یعنی بہتر (۷۲) گھنٹے، اس سے کم کسی کو خون آئے تو وہ حیض شمار نہ ہوگا بلکہ وہ استحاضہ ہے:

أقل الحيض ثلاثة أيام، وما نقص من ذلك فهو استحاضة.[1]

[1] هداية: ۱/۶۲

حیض کی اکثرِ مدت دس دن اور دس رات ہے:

وأكثره عشرة بعشر ليال، كذا رواه الدار قطني. [١]

دوحیضوں کے درمیان طہر (پاکی) کی مدت کم سے کم پندرہ دن ہے، اور اس سے کم میں جوخون آئے گا وہ حیض شمار نہ ہوگا:

أقل الطهر بين الحيضتين أو النفاس والحيض خمسة عشر يوما ولياليها إجماعًا. [٢]

دوحیضوں کے درمیان یا نفاس اور حیض کے درمیان کوئی اکثرِ مدت متعین نہیں ہے کہ عورت کتنے دن پاک رہ سکتی ہے:

ولا حدّ لأكثره وإن استغرق العمر. [٣]

حیض ونفاس میں طواف کے چند مسائل:

مسئلہ: طوافِ عمرہ: اگر حالتِ حیض یا نفاس یا جنابت میں طوافِ عمرہ کریں تو ایک دم یعنی بکری بطور کفارہ حدودِ حرم میں ذبح کروانا لازم ہوگا، اور اگر پاک ہونے کے بعد اعادہ کریں تو دم ختم ہوجائے گا:

ولو طاف للعمرة كله أو أكثره أو أقله ولو شوطًا جنبًا أو حائضا أو نفساء أو محدثا، فعليه شاة. [٤]

مسئلہ: طوافِ نذر: (جس نے طواف کرنے کی نذر کی ہو وہ) واجب ہے، لہٰذا اگر حالتِ حیض یا نفاس یا جنابت میں طوافِ نذر کیا جائے گا تو جرمانہ میں ایک دم دینا ہوگا، اور پاکی کی حالت میں اعادہ کرنے سے وہ دم معاف ہوجائے گا اور استغفار وتوبہ بھی کرے۔ [٥]

مسئلہ: طوافِ قدوم: حالتِ جنابت وحیض ونفاس میں طوافِ قدوم کرنے سے جرمانہ میں دم واجب ہوگا اور پاک ہونے کے بعد اعادہ کرنے سے جرمانہ ساقط ہوجائے گا:

---

[١] الدر المختار: ٤١٣/١ [٢]، [٣] الدر المختار: ٤١٤/١ [٤] مناسك ملا علي قاري: ص ٣٥٢
[٥] معلم الحجاج: ص ١٣١

(ولو طاف للقدوم) أي كله أو أكثره على ما هو الظاهر (جنبًا، فعليه دم).[1]

مسئلہ: طوافِ وداع: حائضہ عورت اگر مکّہ کی آبادی سے نکلنے سے پہلے پاک ہو جائے تو اس کو لوٹ کر طوافِ وداع کرنا واجب ہے (جب کہ لوٹنا اپنے اختیار میں ہو) اور اگر آبادی سے نکلنے کے بعد پاک ہو تو واجب نہیں، لیکن اگر میقات سے گزرنے سے پہلے کسی وجہ سے واپس آئے گی تو یہ طواف واجب ہوگا۔

جو عورت بلا احرام میقات سے گزر کر مکّہ مکرمہ پہنچ گئی اس کا حکم:

سوال: ایک عورت نے حیض کی وجہ سے میقات سے احرام نہ باندھا، کیوں کہ اس کو مسئلہ کا علم نہ تھا تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: اس کو چاہیے کہ کسی میقات پر جائے، وہاں سے حج یا عمرہ کا احرام باندھ کر مکّہ مکرمہ آئے۔ اور اگر اس کو مدینہ منورہ جانا ہے تو واپسی پر جب مکّہ مکرمہ آنے لگے تو عمرہ کی قضا کی نیت سے احرام باندھے اور آکر عمرہ ادا کرے، ایسا کرنے سے دم ساقط ہو جائے گا۔ اس عمرہ کے ساتھ ساتھ توبہ واستغفار بھی کرنا چاہیے۔

(من جاوز وقته) أي ميقاته الذي وصل إليه، سواء كان ميقاته الموضع المعين له شرعا أم لا، (غير محرم) بالنصب على الحال، (ثم أحرم) أي بعد المجاوزة (أو لا) أي لم يحرم بعدها، (فعليه العود) أي فيجب عليه الرجوع (إلى وقت) أي إلى ميقات من المواقيت، ولو كان أقربها إلى مكة، ولم يتعين عليه العود إلى خصوص ميقاته الذي تجاوز عنه بلا إحرام.[2]

لیکوریا کے پانی کا حکم اور اس کے متعلق چند مسائل:

سوال: بعض خواتین کو لیکوریا کی بیماری ہوتی ہے جس کی وجہ سے رحم سے سفید پانی رستا رہتا

[1] شرح اللباب: ص ۳۵۱ [2] اللباب مع الشرح: ص ۸٤

ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس کے متعلّق چند مسائل ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ یہ پانی ناپاک ہے۔

۲۔ اگر یہ پانی کپڑے پر یا جسم پر بقدرِ درہم لگ جائے (یعنی کھلی ہتھیلی پر پانی کے ٹھہرنے کی مقدار) تو نماز نہیں ہوگی۔ البتہ طواف کراہت کے ساتھ ہو جائے گا۔ اور نماز پڑھنے سے پہلے کپڑا بدل لینا چاہیے، اگرچہ لیکوریا کا جو پانی کپڑے میں لگا ہو قدرِ درہم سے کم ہو، اگر قدرِ درہم سے کم تھا، اور کپڑا نہ بدلا اور نہ دھویا تو کراہت کے ساتھ نماز ہوجائے گی۔

۳۔ اس کے خارج ہونے سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔ نماز کی حالت میں یہ پانی نکل آیا تو وضوٹوٹ جائے گا جس کی وجہ سے نماز بھی نہیں ہوگی اور طواف کی حالت میں نکلا تو طواف کو موقوف کر کے اور وضو کر کے آئے پھر طواف کی تکمیل کرے، کیوں کہ طواف میں باوضو ہونا واجب ہے۔

اگر یہ پانی مستقل نکلتا رہتا ہے اور اتنا وقت بھی نہیں ملتا کہ چار رکعت نماز ادا کر سکے یعنی اس طرح چار رکعت نماز بھی ادا نہ کر سکے کہ فرائض و واجبات پورے ہو جائیں تو یہ معذور کے حکم میں ہے، ایسی عورت کے لیے جائز ہے کہ وہ ہر نماز کا وقت داخل ہونے پر وضو کر لے اور اس سے جتنی چاہے نمازیں نوافل وغیرہ پڑھتی رہے اور طواف کرتی رہے جب تک اس نماز کا وقت رہے گا اس کا وضو سیلان کے پانی نکلنے سے نہیں ٹوٹے گا۔ ہاں اگر اس بیماری کے علاوہ کوئی دوسرا ناقضِ وضو پیش آجائے تو وضوٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: اگر عورت نے لیکوریا پانی روکنے کے لیے اپنی (فرج) شرم گاہ کے اندر کے حصّہ میں روئی رکھ لی اور وہ روئی اس انداز میں رکھی کہ پانی بالکل باہر نہ آیا تو وضو نہیں ٹوٹے گا:

في "البحر الرائق": ۱/۷٤ عن البدائع: لو احتشت في الفرج الداخل ونفذت البلة إلى الجانب الآخر فإن كانت القطنة عالية أو محاذية

لحرف الفرج كان حدثا لوجود الخروج وإن كانت القطنة متسلّفة عنه لا ينقض لعدم الخروج.

ممنوعاتِ احرام سے متعلّق چند مسائل:

مسئلہ: کسی بھی عورت کو احرام کی حالت میں خوشبو لگانا ممنوع ہے (یعنی خوشبو والی چیز یا عطر کپڑے پر اس طرح لگایا جائے کہ بدن یا کپڑے سے خوشبو آنے لگے۔) اگر کسی بڑے عضو پر خوشبو لگالی جیسے سر، چہرا، منہ، پنڈلی، ران، ہاتھ، ہتھیلی تو ایک دم دینا ہوگا:

فإن كان طيب عضوًا كبيرًا كاملًا من أعضائه فما زاد كالرأس والوجه واللحية والفم والساق والفخذ والعضد واليد والكف ونحو ذلك فعليه دم.[1]

مسئلہ: حالتِ احرام میں خوشبودار تیل لگانا یا کسی خوشبودار چیز سے بدن یا بالوں کو دھونا بھی ممنوع ہے:

دهن البنفسج والياسمين والورد والبان والخيري وما أشبه ذلك، فإذا ادهن به عضوًا كبيرًا كاملًا فعليه الدم بالإجماع..... إلخ. ولو غسل رأسه أو يده بأشنان فيه الطيب، فإن كان من رآه سماه أشنانا فعليه صدقة إلا أن يغسل مرارًا فدم.[2]

مسئلہ: احرام کی حالت میں ہتھیلی پر مہندی لگانا ممنوع ہے۔ اگر لگالی تو دم دینا ہوگا، یعنی اس کے کفارہ میں ایک بکرا حدودِ حرم میں ذبح کرنا ہوگا اور یہ فقرائے حرم کو دے دے:

ولو خضب رأسه، أو لحيته، أو كفه بحناء، فعليه دم.[3]

مسئلہ: حالتِ احرام میں خوشبو لگا ہوا کپڑا پہننا ممنوع ہے۔ اگر ایک دن یا ایک رات یا ان کی مقدار میں یعنی کچھ رات کا حصّہ اور کچھ دن کا حصّہ کہ دونوں کو ملائیں تو ایک دن یا ایک رات کی مقدار بن جائے تو دم واجب ہوگا، اور اگر اس سے کم مقدار ہے تو صدقۂ فطر کے برابر

---

[1] غنية الناسك: ص ٢٤٣ [2] غنية الناسك: ص ٢٤٨، ٢٤٩ [3] مناسك ملا علي قاري: ص ٣٢٢

صدقہ دینا واجب ہوگا:

ولو لبس مصبوغًا بعصفر أو ورس أو زعفران، مشبعًا..... (يومًا فعليه الدم ..... وفي أقله صدقة).[۱]

مسئلہ: حالتِ احرام میں خوشبودار سرمہ لگایا تو صدقۂ فطر کے برابر صدقہ کرنا واجب ہے، اور اگر خوشبودار سرمہ بار بار لگایا تو دم واجب ہے:

ولو اكتحل بكحل ليس فيه طيب، فلا بأس به، وإن كان فيه طيب فعليه صدقة، إلا أن يكون مرارًا كثيرة فدم، كذا في "الحاكم" و"المحيط"، فلا يلزم الدم بمرة أو مرتين.[۲]

مسئلہ: خوشبودار کھانا کھانا ممنوع ہے۔ ہاں! اگر خوشبو پکادی گئی ہے تو اس کے کھانے سے کوئی حرج نہیں ہے:

وحاصله أنه إذا خلط الطيب بطعام مطبوخ فالحكم للطعام، لا للطيب، فلا شيء عليه، سواء كان الطيب غالبًا أو مغلوبا، وسواء مسته النار أو لا، وسواء يوجد ريحه أو لا، إلا أنه يكره إن وجد ريحه.....إلخ.[۳]

مسئلہ: پان میں لونگ، الائچی اور خوشبودار تمبا کو حالتِ احرام میں کھانا مکروہ ہے۔ خوشبودار پھل کھانا جائز ہے اور خوشبودار چیز سونگھنا مکروہ ہے:

مما يقصد أكله عادتًا إذا خلط بالطعام صار تبعًا للطعام، وسقط حكمه. قال في "المطلب": فدخل فيه الأفاويه، كالقرنفل والزنجبيل والدارصيني، ونحو ذلك..... إلى (إلا أنه يكره) أي أكل الطيب المخلوط المطبوخ.[۴]

مسئلہ: چائے قہوہ وغیرہ میں اگر خوشبودار چیز ملا کر پی تو اگر خوشبو غالب ہے تو ایک مرتبہ

---

[۱] مناسك ملا علي قاري: ص ۳۲۰ [۲] غنية الناسك: ص ۲۴۹ [۳] غنية الناسك: ص ۲۴۷
[۴] مناسك ملا علي قاري: ص ۳۱۶، ۳۱۷

سے بھی دم ہوگا اور اگر مغلوب ہے تو صدقہ ہوگا، ہاں! اگر بار بار پیے گا تو دم واجب ہو جائے گا:

(ولو خلطه بمشروب) كخلط الزعفران أو القرنفل بالقهوة (فإن كان الطيب غالبًا) أي باعتبار أجزائه (ففيه الدم، وإن كان مغلوبًا ففيه الصدقة إلا أن يشرب مرارًا، فعليه الدم).[۱]

مسئلہ: مشروبات کی چیزوں میں اگر خوشبو برائے نام ملائی گئی ہو اور اس کے پینے سے خوشبو محسوس ہوتی ہو تو کم پینے سے صدقہ ہے اور زیادہ پیے تو دم ہے۔[۲]

مسئلہ: دوا کے طور پر زخم پر خوشبو یا ایسی دوا جس میں خوشبو ملی ہوئی ہو اور زخم ایک بڑے عضو کا ہو تو دم، اور اگر اس سے چھوٹا ہو تو صدقہ ہے۔ اور چھوٹے عضو پر بار بار خوشبودار دوا لگائی تو دم واجب ہو جائے گا، لیکن عذر کی وجہ سے دوا لگائی ہے، اس لیے گناہ گار نہ ہوگا:

ولو تداوى بالطيب أو بدواء فيه طيب غالب، ولم يكن مطبوخًا، فألزقه بجراحته يلزمه صدقة إذا كان موضع الجراحة لم يستوعب عضوًا أو أكثر، إلا أن يفعل ذلك مرارًا، فيلزمه دم.[۳]

مسئلہ: زیتون کا تیل اگر بڑے عضو پر لگایا تو دم ہے، ورنہ صدقہ واجب ہوگا۔ اور اگر زیتون کا تیل دوا کے طور پر استعمال کیا تو کوئی جزا واجب نہیں:

ولو ادهن بزيت بحت أو خل بحت غير مطبوخ كل منهما وأكثر فعليه دم عنده وصدقة عندهما، وإن استقل منهما فصدقة اتفاقا. هذا إذا استعملها على وجه التطيب ..... أما إذا استعملهما على وجه التداوي أو الأكل فلا شيء عليه بالإجماع.[۴]

مسئلہ: روغنِ گلاب یا روغنِ چنبیلی اگر ایک بڑے عضو پر لگایا تو دم اور اگر چھوٹے پر لگایا تو صدقہ واجب ہے:

كدهن البنفسج والياسمين والورد والبان والخيري وما أشبه ذلك،

---

[۱]، [۲] اللباب مع الشرح: ص۳۱۸ [۳]، [۴] غنية الناسك: ص۲۴۸

فإذا ادهن به عضوًا كبيرًا كاملًا، فعليه دم بالإجماع.[۱]

مسئلہ: احرام کی حالت میں بال مونڈنا، کترنا، اکھاڑنا، توڑنا یا بال کسی بھی دوا کے ذریعہ دور کرنا، جلانا سب ممنوع ہے، چاہے کہیں کے بھی بال ہوں:

والنتف والقص والإطلاء بالنورة والقلع بالأسنان والسقوط بالمس ونحو ذلك كالحلق.[۲]

مسئلہ: خود بال مونڈنا و مونڈوانا، قصداً یا بھول کر ہر حال میں جزا واجب ہے۔[۳]

مسئلہ: عورت کے لیے تو سر مونڈنا ہر حالت میں حرام ہے، چاہے احرام کی حالت میں ہو یا عام حالت میں ہو، اگر مرد اپنا سر عذر کی وجہ سے منڈوا دے تو اس کا حکم قرآن پاک میں یوں ہے: ﴿فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ﴾[۴]

اورحدیث شریف میں اس آیت کی تفسیر وارد ہوئی ہے کہ تین روزے رکھ لے، یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے، یا دم دے دے۔

مسئلہ: عمرہ کے احرام میں سعی کرنے سے پہلے ایک پورے کے برابر چوتھائی سر کے بال یا اس سے زیادہ کتروائے تو دم واجب ہے۔ اوراگر چوتھائی سے کم کتروائے ہیں تو صدقہ ہے:

فالواجب دم لو حلق ربع رأسه إلخ. وفي أقل من الربع صدقة.[۵]

مسئلہ: بغل یا زیرِ ناف بال احرام کی حالت میں صاف کرنے سے دم ہے:

وإن حلق رقبته أو عانته أو نتف إبطيه أو أحدهما، فعليه دم.[۶]

مسئلہ: اگر پانچ ناخن سے کم کاٹے ایک ہاتھ یا ایک پاؤں سے یا متفرق سے تو ہر ایک ناخن پر صدقہ ہے، اوراگر پانچ سے زیادہ ہے تو دم ہے:

وإن قلم أقل من يد أو رجل، فعليه صدقة، لكل ظفر نصف صاع .... (وإن قلم خمسة أظافير يد أو رجل ثم قلم أظافير يده أو رجله الأخرى فإن كان) أي تقليمهما (في مجلس فعليه دم أو مجلسين فدمان.[۷]

---

[۱]، [۲] غنية الناسك: ص۲٤۸ [۳] غنيه الناسك: ص۲۵۷ [۴] البقرة: ۱۹٦

[۵] غنية الناسك: ص۲۵٦ [٦] غنية الناسك: ص۲۵۷ [۷] مناسك ملا علي قاري: ص۳۳۱

مسئلہ: ٹوٹے ہوئے ناخن کو توڑنے پر کچھ واجب نہیں ہے:

(ولو انكسر ظفره أو انقطع شظية) أي فلقة منه، (فقطعها أو قلعها لم يكن عليه شيء).[1]

مسئلہ: اگر کوئی عورت احرام کی حالت میں شہوت کے ساتھ مرد سے لپٹ گئی تو اس سے دم واجب ہوگا، عمرہ فاسد نہ ہوگا۔

مسئلہ: طواف شروع ہونے سے پہلے یا طواف کے چار چکر کاٹنے کے بعد کسی عورت نے اپنے شوہر کے ساتھ مجامعت کر لی تو عمرہ فاسد ہو جائے گا اور دم لازم آئے گا۔ اس پر لازم ہے کہ عمرہ کے افعال مکمّل کرے، قصر کرے، پھر ایک عمرہ کی قضا کرے، صرف دم دینے سے کام نہیں چلے گا، اور طواف مکمّل ہونے کے بعد سعی سے پہلے یا سعی کے بعد حلق سے پہلے ایسا عمل ہو جو اوپر گزر گیا ہے تو عمرہ فاسد نہ ہوگا، دم لازم آئے گا:

وأما الجماع وهو أغلظ الجنايات فيفسد به الحج والعمرة إذا وجد بشروطه.[2]

مسئلہ: ایک عمرہ مکمّل نہ ہو، پھر اسی کے اوپر دوسرے عمرہ کی نیت کر لینا اور احرام باندھنا ممنوع ہے۔

حالتِ احرام میں شوہر سے دل لگی کرنا: اگر کسی عورت نے حالتِ احرام میں مقدماتِ جماع کو اختیار کیا، مثلاً شوہر سے مباشرتِ فاحشہ کی، بوسہ لیا، یا شہوت کے ساتھ چھولیا، تو ایسی صورتوں میں چاہے انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، بہرصورت اس پر دم واجب ہوگا، لیکن دواعیِ جماع سے حج فاسد نہیں ہوتا، لیکن حالتِ احرام میں یہ سب کام ممنوع ہیں۔[3]

متفرق مسائل:

سوال: کیا خواتین حمل کی حالت میں حج کرسکتی ہیں؟

---

[1] مناسك ملا علي قاري: ص۳۳۱ [2] غنية: ص۲٦۸

[3] مناسك ملا علی قاری: ص۳۳۵، غنیه الناسك: ص۲٦۸

جواب: خواتین حمل کی حالت میں حج کرسکتی ہیں، بلکہ اگر حج فرض ہے (فرض ہونے کی تفصیل گزر چکی ہے) تو حج کرنا اسی سال ضروری ہے، بلاعذر تاخیر (لیٹ) کرنا گناہ ہے، کیوں کہ حج فرض ہونے کے بعد علی الفور اسی سال ادا کرنا واجب ہے۔ اگر حاملہ کی حالت نازک ہے اور مسلمان طبیب اس کو حج کا سفر کرنے کی اجازت نہیں دے رہا ہے تو یہ عذر کی حالت ہے، اس کا حکم الگ ہے۔

سوال: کیا حاملہ کے پیٹ میں جو بچہ یا بچی ہے اس کا بھی حج ہوجائے گا؟

جواب: پیٹ کے بچے کا حج نہیں ہوگا۔[۱]

سوال: کیا خواتین کو مرد کی طرف سے یا خواتین کی طرف سے حج (بدل) کرنا جائز ہے؟

جواب: جی ہاں! جائز ہے بشرطے کہ خاتون کے ساتھ محرم ہو، اور شوہر اجازت دے، مگر مرد سے کرانا افضل ہے۔[۲]

سوال: کیا خواتین کا حجرِ اسود پر مردوں کی بھیڑ میں گھسنا درست ہے؟

جواب: ہرگز نہیں! خواتین جب ایسی بھیڑ میں داخل ہوتی ہیں تو مردوں سے اختلاط ہوتا ہے، اور دھکا بھی لگتا ہے، بے حرمتی بھی ہوتی ہے، پھر چیخ وپکار کرتی ہیں، یہ سب حرام ہے۔

(ولا تستلم الحجر) أي الأسود (عند المزاحمة) أي إذا كان هنالك جمع من الرجال.[۳]

مسئلہ: احرام کی حالت میں روٹی وغیرہ پکاتے ہوئے کچھ بال جل گئے تو صدقہ دے اور اگر مرض کی وجہ سے گر گئے یا سوتے ہوئے جل گئے تو کچھ واجب نہیں ہے۔[۴]

خواتین کا مسجدِ حرام اور مسجدِ نبوی شریف میں نماز پڑھنے کا حکم:

سوال: خواتین کا مسجدِ حرام یا مسجدِ نبوی شریف میں نماز پڑھنا بہتر ہے یا گھر میں؟

جواب: احادیثِ نبویہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مردوں کے لیے مسجد میں باجماعت

---

[۱] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۴/۳۴ [۲] معلّم الحجاج [۳] مناسك ملا علي قاري: ص ۱۱۵
[۴] معلّم الحجاج: ص ۲۳۹

نماز پڑھنا بڑی اہمیّت رکھتا ہے، حنفیہ کے ایک قول کے مطابق مسجد میں با جماعت نماز کرنا واجب ہے، اور ایک قول کے مطابق سنتِ مؤکدہ چھوڑنے والا بھی گناہ گار ہوتا ہے، کیوں کہ سنتِ مؤکدہ کا درجہ بھی واجب کے قریب قریب ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور عورتوں کا گھر میں نماز ادا کرنا بہتر ہے۔

مسجدِ حرام اور مسجدِ نبوی کی فضیلت کا ذکر ہوا تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کے لیے افضل صورت کا ذکر کیا جائے، اس سلسلہ میں اُمّ حمید رضی اللہ عنہا کی حدیث فیصلہ کن ہے، انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا:

عَـنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُوَيْدِ الأَنْصَارِيِّ، عَنْ عَمَّتِهِ أُمِّ حُمَيْدٍ امْرَأَةِ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهَا جَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنِّي أُحِبُّ الصَّلَاةَ مَعَكَ، قَالَ: قَدْ عَلِمْتُ أَنَّكِ تُحِبِّيْنَ الصَّلَاةَ مَعِي، وَصَلَاتُكِ فِي بَيْتِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِكِ فِي حُجْرَتِكِ، وَصَلَاتُكِ فِي حُجْرَتِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِكِ فِي دَارِكِ، وَصَلَاتُكِ فِي دَارِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِكِ فِي مَسْجِدِ قَوْمِكِ، وَصَلَاتُكِ فِي مَسْجِدِ قَوْمِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِكِ فِي مَسْجِدِي. قَالَ: فَأَمَرَتْ فَبُنِيَ لَهَا مَسْجِدٌ فِي أَقْصَى شَيْءٍ مِنْ بَيْتِهَا وَأَظْلَمِهِ، وَكَانَتْ تُصَلِّي فِيْهِ حَتَّى لَقِيَتِ اللّٰهَ جَلَّ وَعَلَا.[1]

یا رسول اللہ! مجھے آپ کی اقتدا میں نماز ادا کرنا بہت اچھا لگتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں جانتا ہوں کہ تمھیں میری اقتدا میں نماز ادا کرنا پسند ہے، لیکن اپنے خصوصی حجرہ میں تمھارا نماز ادا کرنا عمومی حجرہ میں نماز ادا کرنے سے بہتر ہے، اور اپنے حجرے میں نماز کی ادائیگی صحن میں ادائیگی سے بہتر ہے، اور گھر میں نماز کی ادائیگی محلّہ کی مسجد سے بہتر ہے، اور محلّہ کی مسجد میں نماز کی ادائیگی میری مسجد سے بہتر ہے۔

اس کے بعد اُمّ حمید رضی اللہ عنہا نے اپنے مکان کے ایک اندھیرے کونے میں نماز کی جگہ منتخب کر لی اور مرتے دم تک اس پر کار بند رہیں۔

[1] مسند أحمد: ٣٧١/٦، وابن خزيمة، رقم الحديث: ١٦٨٩، وابن حبان، رقم الحديث: ٢٢١٧

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ مکّہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں عورتوں کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا مسجدِ حرام اور مسجدِ نبوی میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے، اب عام شہروں کی خواتین مسجد کے بجائے گھر میں نماز کی ادائیگی اور اس کی فضیلت واہمیت بخوبی سمجھ سکتی ہیں۔

خواتین کے لیے مسجد میں جانے کے ضروری آداب:

مسئلہ: یہ تو واضح ہوگیا کہ مستورات کے لیے گھر میں نماز کی ادائیگی افضل ہے، اس کے باوجود مسجد میں نماز کی ادائیگی کے لیے آداب وشرائط کا لحاظ رکھے۔

۱۔ خاوند سے اجازت لے، حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی عورتوں کو مسجد جانے سے مت روکو، جب وہ تم سے اجازت طلب کریں۔ ''بخاری شریف'' کے الفاظ ہیں کہ جب عورت مسجد جانے کی اجازت طلب کرے تو اسے نہ روکو۔ ''ابو داود شریف'' میں حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ خواتین کو مسجد میں جانے سے مت روکو، جب کہ گھر ان کے لیے بہتر ہیں۔

۲۔ خوشبو کا استعمال اور زیب وزینت کر کے نہ نکلیں، جیسا کہ حضرت زینب زوجہ عبداللہ رضی اللہ عنہما سے ''صحیح مسلم'' میں مروی ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم مسجد میں جاؤ، تو خوشبو نہ لگاؤ۔ صاحبِ تفسیر ''اضواء البیان'' لکھتے ہیں کہ حدیث سے معلوم ہوگیا کہ خوشبو لگا کر عورت کا مسجد میں جانا ممنوع ہے، تا کہ مردوں کی توجہ ان کی طرف مبذول نہ ہو، اس لیے علما نے ہر اس صورت کو ممنوع قرار دیا جو مردوں کی توجہ ان کی طرف مبذول کرے۔

۳۔ ظاہری لباس بھڑکیلا نہ ہو۔

۴۔ اور نہ ایسا زیور پہنیں جس سے آواز پیدا ہو، یا مردوں کی اس پر نظر پڑے۔

۵۔ مردوں سے اختلاط نہ ہو۔

۶۔ اور ایسے راستہ سے نہ جائیں جہاں فساد کا اندیشہ ہو۔ حرمین شریفین میں جو خواتین کی نماز پڑھنے کی مخصوص جگہ ہے وہاں نماز پڑھیں۔

مسلم خواتین کے لیے لمحۂ فکریہ ہے کہ جب مسجد میں نماز باجماعت کے لیے پردہ اور

دیگر شرائط وآداب کی پابندی ضروری ہے تو خرید وفروخت، تعلیم وتدریس، سیر وتفریح، میل ملاقات، ملازمت اور دیگر معاملات میں ان شرائط وآداب کی پابندی کس قدر ضروری ہوگی۔

تنبیہ: بعض مرتبہ خاتون کا تنہا ہوٹل میں رہنا فتنہ کا سبب بن سکتا ہے، کہ سارے مرد اور اکثر عورتیں مسجدِ حرام یا مسجدِ نبوی شریف میں چلے جاتے ہیں اور ایک دو عورتیں پوری عمارت میں رہ گئیں اور چوکی دار وغیرہ وہاں موجود ہیں جو کہ غیر محرم ہیں، ایسے حالات میں عورت کو تنہا ہوٹل میں رہنے سے بہتر یہ ہے کہ مسجدِ نبوی شریف ومسجدِ حرام میں جا کر نماز ادا کرے، اپنے محرم کے ساتھ جائے اور اپنے محرم کے ساتھ واپس آئے۔

حرم شریف میں عورتوں کا نمازِ جنازہ میں شرکت کرنا:

سوال: حرمین شریفین میں اکثر نمازوں کے بعد جنازے کی نماز ہوتی ہے، وہاں عورتیں بھی موجود ہوتی ہیں، تو کیا عورتوں کو بھی نمازِ جنازہ پڑھ لینی چاہیے؟

جواب: جی ہاں! وہاں موجود عورتوں کو بھی شرکت کرلینی چاہیے، ان کے لیے وہاں جنازہ کی نماز میں شرکت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور اگر نمازِ جنازہ کا طریقہ نہ آتا ہو تو جان کار مردوں یا خواتین سے سیکھ لینا چاہیے، اور جو بھی دعا یاد ہو وہ جنازہ میں پڑھ لیں۔ اور اگر بالفرض کوئی دعا نہ بھی یاد ہو تو صرف امام کے ساتھ چار تکبیرات کہنے سے بھی نمازِ جنازہ درست ہوجاتی ہے: **فإن صلاتها تصح وإن لم يصح الاقتداء بها**.[1]

صلاۃ وسلام پیش کرنے کے آداب:

سوال: بعض خواتین صلاۃ وسلام پیش کرتے وقت بہت شور کرتی ہیں اور چیخ وپکار کرتی ہیں، اُن کا یہ عمل کیسا ہے؟

جواب: یہ بہت ہی خطرناک فعل ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نبی اکرم ﷺ کے سامنے بلند آواز سے گفتگو کرنے سے منع فرمایا ہے، بلکہ اس فعل پر اعمال کے حبط اور ناکارہ ہوجانے کی وعید فرمائی ہے، اور آپ ﷺ کی تعظیم وادب آپ ﷺ کی وفات کے بعد

[1] شامي: ۹۸/۳

برزخی حیاتِ طیّبہ میں بھی ایسے ہی واجب ہے جیسا کہ دنیاوی حیاتِ مبارکہ میں تھی:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ○﴾[1]

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی کی آواز پر بلند نہ کرو اور نہ نبی ﷺ سے اس طرح اونچی آواز سے بات کرو جیسا تم بعض بعض سے اونچی آواز سے بات کرتے ہو، ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال حبط ہو جائیں اور تمھیں خبر بھی نہ ہو۔[2]

تنبیہ: رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ادب واحترام اور ان کی تعظیم واحترام برزخی زندگی میں بھی اسی طرح ضروری ہے، جس طرح دنیاوی زندگی میں ضروری تھا۔ باادب بانصیب، بےادب بے نصیب ہوتا ہے۔ لہٰذا روضۂ اطہر پر حاضری کے وقت ادب واحترام کو بہت زیادہ ملحوظ رکھا جائے۔ جو رسول اللہ ﷺ کے روضۂ اطہر پر حاضر ہو کر سلام پیش کرتا ہے تو رسول اللہ ﷺ بنفسِ نفیس اس کا سلام سنتے ہیں اور اس کا جواب عنایت فرماتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عزوجل إِلَيَّ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ.[3]

حدیثِ بالا میں واضح دلیل ہے کہ (روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر) سلام پیش کرنے والے کا سلام رسول اللہ ﷺ بنفسِ نفیس سنتے ہیں اور جواب عنایت فرماتے ہیں۔ اور دوسری حدیث میں ارشاد ہے:

عَنْ أَوْسِ بْنِ أَبِي أَوْسٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ قُبِضَ، وَفِيهِ النَّفْخَةُ، وَفِيهِ الصَّعْقَةُ، فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ؛ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ. فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَكَيْفَ تُعْرَضُ عَلَيْكَ صَلَاتُنَا وَقَدْ أَرِمْتَ؟ -يَعْنِي وَقَدْ

---

[1] الحجرات: ۲ [2] انوار البیان: ۱۷۲/۵ [3] مسند أحمد: ۷۲۵/۲، رقم الحديث: ۷۲۸۰۱، رواه أبو داود في "سننه" باب زيارة القبور: ۲۱۸/۲، رقم الحديث: ۲۰۴۱

بَلِيتَ- قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ ﷻ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ.[1]

ترجمہ: حضرت اوس بن ابی اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے دنوں میں سب سے افضل دن جمعہ کا دن ہے، اس دن ہی حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی، اور اسی میں ان کی وفات ہوئی، اسی میں صور پھونکا جائے گا، اور اسی دن بیہوشی کا واقعہ پیش آئے گا۔ پس تم اس دن مجھ پر درود کی کثرت کرو کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ پر کس طرح پیش کیا جائے جب کہ آپ تو مٹی ہو چکے ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرما دیا ہے کہ انبیا علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔

سوال: بعض خواتین مدینہ منورہ میں حالتِ حیض میں ہوتی ہیں اور وہ روضۂ اطہر پر حاضر ہو کر صلاۃ وسلام پیش کرنا چاہتی ہیں، ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی خواتین جو کہ حالتِ حیض ونفاس میں ہوں ان کو مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں، حدیث شریف میں ہے:

فَإِنِّي لَا أُحِلُّ الْمَسْجِدَ لِحَائِضٍ وَلَا جُنُبٍ.[2]

ترجمہ: میں مسجد کا داخلہ حائضہ عورت اور جنبی کے لیے جائز قرار نہیں دیتا۔

لہٰذا ایسی خواتین مسجد کے اندر نہیں جاسکتیں، لیکن بابِ جبرئیل کی طرف سے جا کر مسجد سے جتنا قریب ہوسکتی ہے قریب ہو کر صلاۃ وسلام پیش کرنے کی کوشش کرے، بشرطے کہ شرعی پردہ میں ہو اور آواز پست رکھیں، مردوں سے اختلاط نہ ہو۔ اگر ایسا نہ ہوسکے تو کمرے ہی میں رہے اور وہیں درود شریف کی کثرت کرتی رہے، اس لیے کہ سیاحین فرشتے پھرتے رہتے ہیں اور دنیا میں جہاں بھی درود شریف پڑھا جاتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک صلاۃ وسلام پہنچاتے رہتے

---

[1] مسند أحمد: ٨/٤، رقم الحديث: ١٦٢٠٧، رواه أبو داود في "سننه": ٢٧٥/١، برقم الحديث: ١٠٤٧، ورواه ابن ماجه في "سننه": ٣٤٥/١، برقم الحديث: ١٠٨٥

[2] ابن خزيمة: ٢٨٤/٢ رقم الحديث: ١٣٢٧

ہیں۔ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: إِنَّ لِلّٰہِ مَلَائِکَۃً فِي الْأَرْضِ سَیَّاحِیْنَ یُبَلِّغُوْنِي مِنْ أُمَّتِي السَّلَامَ. [1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ کے بہت سے فرشتے ہیں جو زمین میں گردش کرتے رہتے ہیں اور میرے امتیوں کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔

حج وعمرہ میں خواتین کے لیے پردہ کے اہتمام کرنے کا بیان:

سوال: مکّہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں عموماً خواتین پردہ کا اہتمام نہیں کرتیں، اس سلسلہ میں اسلامی ہدایات کیا ہیں؟

جواب: خواتین کو عموماً اپنی زندگی میں پردہ کا اہتمام کرنا ضروری ہے، بالخصوص حج میں اس کا اہتمام اور زیادہ کریں۔ بعض باپردہ عورتیں بھی یہاں حرمین شریفین آکر اپنے پردوں کو اُتار پھینکتی ہیں، اور بے حجاب ہوجاتی ہیں، اور اس طرح گناہ کبیرہ کی مرتکب ہوتی ہیں، نہ صرف یہ کہ بے حجاب، بلکہ ایسے لباس میں بیت اللہ کا طواف کرتی ہیں جو شرافت سے دور ہوتا ہے، یعنی ململ کے کپڑے یا باریک کپڑے پہن کر یا تنگ سلے ہوئے ہوتے ہیں، اور مدینہ منورہ میں مسجدِ نبوی شریف میں بھی اسی طرح آجاتی ہیں، اور افسوس اس بات کا ہے کہ نہ شوہر اور نہ ان کے محرم حضرات اس بے حجابی کو روکنے کی تدبیر کرتے ہیں، نہ قافلہ کی طرف سے اس پر کوئی پابندی عائد کی جاتی ہے، بے محابا مردوں کے درمیان گھستی ہیں، حجرِ اسود کا بوسہ لینے کے لیے مردوں کے ساتھ دھکا پیل میں جان بوجھ کر گھستی ہیں، اجنبی مردوں کے ساتھ شدید وقبیح اختلاط میں مبتلا ہوتی ہیں، یہ سب حرام ہے، گناہ کبیرہ ہے، ایسا حج جس میں اوّل سے آخر تک محرمات اور کبائر سے احتراز نہ ہوسکے، کیسے حجِ مبرور بن سکتا ہے؟ اور حرم میں اس طرح آتی ہیں

[1] مسند أحمد: ۱/۳۸۷ ورواہ النسائي: ۳/۴۳، رقم الحدیث: ۱۲۸۲

جس طرح سارے مردان کے محرم ہیں، یا اپنے گھر کے صحن میں پھر رہی ہیں، ایسا کرنا انتہائی افسوس ناک ہے۔

اس کا نتیجہ یہ ہے کہ خواتین دورانِ حج بھی گناہ گار ہوتی ہیں، اور ان کے شوہر بھی ان کی اس بے حجابی پر گناہ گار ہوتے ہیں، کیوں کہ وہ ان کو منع نہیں کرتے، کوئی اصلاح نہیں کرتے، نہ روکتے ہیں، نہ ٹوکتے ہیں، یہ تو کھلم کھلا گناہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے فرمایا کہ

كُلُّ أُمَّتِي مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرِينَ.

یعنی میری ساری امت کو معافی ہو سکتی ہے۔ مگر کھلم کھلا گناہ کرنے والوں کو معافی نہ ہوگی۔

تنبیہ: اگر حرمین شریفین میں حج کمیٹی کی طرف سے مشترکہ رہائش ملے یا منٰی وغیرہ میں ایسی صورت پیش آئے تو پردہ کا انتظام کیا جائے۔ چادر وغیرہ لگا کر پردہ ہوسکتا ہے، جب دل میں شریعت پر چلنے کا ارادہ ہو تو پردہ کرنے کا طریقہ کیا جا سکتا ہے۔ گھر سے چلنے سے پہلے یہ عزم کر لیں کہ ہم شریعت پر عمل کریں گے، سارے احکام پر عمل کریں گے، ہم ہر قسم کے گناہ سے بچیں گے، جب عزم ہوگا تو ان شاء اللہ تعالیٰ مددِ الٰہی شاملِ حال رہے گی۔

بے پردگی کی قباحت: بے پردگی عبادات کی روح کو ختم کر دیتی ہے اور بڑے گناہ کی بات ہے۔ ایسا کرنے سے حجِ مبرور کیسے نصیب ہو سکتا ہے بڑی افسوس ناک بات ہے! اتنے پیسے خرچ کر کے آنا، اتنی محنت کرنا پھر بھی حجِ مبرور نہ بنے کتنے بڑے خسارہ کی بات ہے۔

سوال: اکثر عورتیں دکان داروں کے ساتھ سامان خریدتے وقت بہت زیادہ بات چیت کرتی ہیں، اُن کا یہ فعل کیسا ہے؟

جواب: اس سے پرہیز کرنا لازم ہے، خواتین کو بغیر محرم کے خرید وفروخت کے لیے نہیں جانا چاہیے، محرم کا ساتھ ہونا چاہیے، دکان دار سے خواتین کا محرم بات کرے، خواتین خود بات نہ کریں۔ اور اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ خواتین اپنے مرد حضرات کو بتا دیں فلاں چیز خرید لائیں، ایسی ایسی ہونی چاہیے اور خود بازار نہ جائیں۔ یہ افضل صورت ہے۔ اور اگر جائے بغیر نہ مانیں تو مکمل پردہ کے اہتمام کے ساتھ جائیں۔ اور دکان دار سے

بات کرنی پڑ جائے تو آواز کو ذرا موٹی کر کے بات کریں، حتی الامکان یہ کوشش کریں کہ غیر مرد کا دل اس خاتون کی طرف مائل نہ ہو۔

سوال: بعض خواتین کو دیکھا گیا کہ ہوٹل کے ملازموں کے ساتھ پردہ کا خیال نہیں رکھتیں۔

جواب: یہ بھی ناجائز اور حرام ہے۔

سوال: خواتین میں یہ بات مشہور ہے کہ حج یا عمرہ کے سفر میں پردہ نہیں ہے، کیا یہ خیال درست ہے؟

جواب: یہ جہالت کی بات ہے، ایسی عورتیں بے پردہ ہو کر خود بھی گناہ گار ہوتی ہیں اور نظر ڈالنے والے مردوں کو بھی گناہ گار بناتی ہیں۔ جو عورت بے پردہ باہر نکلے جتنے مرد اس کو دیکھیں گے ان کو تو گناہ ہوگا ہی، لیکن اس عورت کو ان سب کا گناہ ہوگا، کیوں کہ یہ ان مردوں کی بدنظری کا سبب بنی ہے۔ اور اس عورت نے مردوں کو بدنظری میں مبتلا کر کے ان کا حج خراب کیا ہے، اور حجِ مبرور نصیب نہ ہونے کا سبب بنی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر شریعتِ اسلامیہ پر سو فیصد عمل کرنے کی دعا کرنی چاہیے۔

هذا وصلى الله على سيدنا محمد النبي الأمي

وعلى آله وصحبه وبارك وسلم.

مطبوعات البشریٰ

اردو و فارسی مطبوعات درس نظامی

خصائل نبوی شرح شمائل ترمذی
معین الفلسفہ
معین الاصول
فوائد مکیہ ☆
آسان منطق
علم الصرف (اولین، آخرین)
عربی صفوة المصادر
جمال القرآن ☆
نحو میر
میزان و منشعب
آسان نحو (اوّل، دوم)
تعلیم الاسلام ☆
عربی زبان کا آسان قاعدہ
نام حق
پند نامہ ☆
بہشتی زیور (تین حصے)
حیات المسلمین
آداب المعاشرت ☆
تعلیم الدین ☆
لسان القرآن (اول، دوم، سوم)
مفتاح لسان القرآن (اول، دوم، سوم)

خیر الاصول ☆
آسان اصول فقہ
تیسیر المنطق
فصول اکبری
تاریخ اسلام
علم النحو
جوامع الکلم ☆
صرف میر
تیسیر الابواب
آسان صرف (اوّل، دوم، سوم)
بہشتی گوہر
تسہیل المبتدی
فارسی زبان کا آسان قاعدہ
کریما ☆
تیسیر المبتدی
عربی کا معلم (اوّل تا چہارم)
کلید جدید (مفتاح عربی کا معلم) (اوّل تا چہارم)
تعلیم العقائد ☆
سیر صحابیات
الانتباہات المفیدة

امام اعظم اور علم حدیث

راہِ سنت

حدیث

ترجمان السنہ
معراج کی باتیں

منتخب احادیث
جواہر الحدیث

تجوید

تسہیل القواعد

قواعد مخارج تجوید

سیرت رسول اللہ ﷺ

النبی الخاتم ﷺ
جامع الاخلاق
خطبات مدراس
نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ

سیرت سید الکونین خاتم النبیین ﷺ
رسول اللہ ﷺ کے مکتوبات شریفہ
سیرة الرسول ﷺ

حج و عمرہ

فضائل حج
کتاب الحج ☆
حج کا طریقہ قدم بہ قدم

معلم الحجاج
مسائل و معلومات حج و عمرہ

عقائد

تعلیم العقائد ☆
اسلام اور عقلیات
عالم برزخ

تعلیماتِ اسلام
اکابر علماء دیوبند اور ان کے عقائد

فضائل

فضائل اعمال (اردو) (پشتو)
فضائل صدقات
فضائل علم
فضائل استغفار ☆
فضائل قرآن
فضائل ذکر

فضائل درود شریف
فضائل تجارت ☆
فضائل امت محمدیہ ﷺ ☆
فضائل نماز
فضائل رمضان
فضائل تہجد

دیگر اردو مطبوعات

نماز

آسان نماز ☆
نماز مدلل ☆
نمازیں سنت کے مطابق پڑھیے ☆
مسنون نماز کی چالیس حدیثیں ☆

نمازِ حنفی
آئینہ نماز ☆
اپنی نمازیں درست کیجیے
رسول اکرم ﷺ کا طریقہ نماز

علم حدیث

حدیث رسول ﷺ کا قرآنی معیار
امام ابن ماجہ اور علم حدیث

فضائل جماعت	فضائل مسواک
فضائل توبہ واستغفار	فضائل زبان عربی
جزاء الاعمال ☆	بارہ مہینوں کے فضائل واحکام

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم	کرامات صحابہ رضی اللہ عنہم
خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم	سوانح ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہ

صحابیات رضی اللہ عنہن

سیر صحابیات	امت مسلمہ کی مائیں رضی اللہ عنہن
نیک بیبیاں	سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں	

فقہ

بہشتی زیور مدلل (مکمل)	وصیت اور میراث کے احکام ☆
دلیل الخیرات فی ترک المنکرات	

معاشرت

حقوق الوالدین ☆	حقوق العلم ☆
صفائی معاملات	آداب معیشت ☆
اصلاح النساء	اصلاح خواتین
پردہ کے شرعی احکام	شرعی پردہ
اکرام المسلمین مع حقوق العباد کی فکر کیجیے	اکرام مسلم
تحفۃ النکاح	کسب حلال وادائے حقوق

مسنون علاج

الحجامہ (جدید ایڈیشن مع اضافہ مفیدہ)	مختصر الحجامہ

دعوت وتبلیغ

اصول دعوت اسلام	قرآن آپ سے کیا کہتا ہے؟
تبلیغی تقریریں	انسانیت کا امتیاز
مکاتیب مولانا الیاس رحمہ اللہ علیہ	فضائل تبلیغ

اصلاحی کتب

حیات المسلمین ☆	آداب المعاشرت ☆
مرحبا بطالب العلم	تعلیم الدین ☆
مجموعہ وصایا امام اعظم رحمہ اللہ علیہ	تبلیغ دین امام غزالی رحمہ اللہ علیہ
علامات قیامت ☆	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحتیں ☆
خطبات الاحکام ☆	حیلے اور بہانے
اسلامی سیاست مع تکملہ	روضۃ الادب
ایک مسلمان کس طرح زندگی گزارے؟ ☆	علیکم بسنتی ☆
مرنے کے بعد کیا ہوگا؟	زندگی سے بیزاری کیوں؟ ☆
شوق وطن	موت کی یاد ☆
اعجاز القرآن ☆	سال بھر کے مسنون اعمال ☆
اجتہاد اور تقلید	اخبار الزلزلہ
افادات محمود	کامیابی
دنیا وآخرت	تقلید واجتہاد
اصلاح الرسوم	اصلاح انقلاب امت
فروع الایمان	انفاس عیسٰی
تحفۃ المسلمین (مکمل)	جو تم مسکراؤ تو سب مسکرائیں
تحفہ خواتین	ترقی
حقوق الاسلام	التشبہ فی الاسلام
حقوق الوالدین (تھانوی رحمہ اللہ علیہ)	اغلاط العوام
حقانیت اسلام	آداب المتعلمین

ڈاڑھی کا وجوب مع ڈاڑھی کی قدر وقیمت مع ڈاڑھیاں بڑھانے کا حکم

جس کتاب کے ساتھ ☆ کی علامت ہے اس کا جیبی سائز بھی دستیاب ہے۔

www.maktaba-tul-bushra.com.pk
al-bushra@cyber.net.pk

021-35121955-7, 0321-2196170, 0334-2212230, 0346-2190910

www.albushra.org.pk   info@albushra.org.pk